FIAZ AHMED
Friends Korner.com

نازیہ کنول نازی

ترے آسماں تلے

مکمل ناول

مجھے کنارے کی کب تمنا
تجھے ہے دریا کے پار جانا
بپھرے دریا کی سرخ موجیں بتا رہی ہیں
خراج مانگے گا پھر سے دریا
جو میری مانو تو ایسا کرلو مجھے شریکِ سفر بنالو
خراج مانگے جو تم سے دریا
مجھے بھنور میں اتار جانا
تیرا ضروری ہے پار جانا.....

وہ ابھی ابھی صبح کی سیر سے واپس لوٹا تھا۔ فضا میں خنکی پچھلے دنوں کی نسبت زیادہ تھی۔ عبیرہ نے کشادہ برآمدے کے جھروکوں سے اسے دیکھا۔ پھر فوراً "دبے پاؤں اس کے پیچھے آتے ہوئے اس نے اپنے سرد ہاتھ اس کی آنکھوں پر رکھ دیے۔

"بوجھو تو جانیں....." ذرا سا آگے کو جھکتے ہوئے وہ شرارت سے مسکرائی تھی۔ سوید آزر نے جواباً "اس کے دونوں ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیے۔

"بیہ....." تازہ مسکراہٹ اس کے لبوں پر بھی تھی۔ عبیرہ احساس تفاخر سے مسکرادی۔

"کب آئیں؟" اگلے ہی پل وہ اس کے ہاتھ چھوڑ کر ذرا سا جھکتے ہوئے اپنے پاؤں کو بوٹوں کی قید سے آزاد کر رہا تھا۔ عبیرہ کن انکھیوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے مقابل بیٹھ گئی۔

"رات عشاء کی نماز کے بعد آئی تھی مگر یہاں آکر پتا چلا کہ جناب اپنے آفس کی طرف سے شہر سے باہر گئے ہوئے ہیں اور یہ کہ رات دیر سے گھر واپس لوٹیں گے۔ تب مجبوراً "انتظار سے تھک کر سونا پڑا۔"

"او..... اگر مجھے خبر ہوتی کہ محترمہ بنا اطلاع کے میرے گھر تشریف فرما ہیں تو یقیناً" جلدی آجاتا 'یا رات میں ہی نیند سے اٹھا لیتا۔ مگر..... چلو خیر اب تو اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا ہوں میں۔ اب کیا ارادے ہیں تمہارے۔"

دونوں جرابیں ہاتھوں میں لیے اب وہ اس کے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ عبیرہ کو بے ساختہ نگاہ چرانی پڑی۔

"سوید....."

"جی جان سوید....." وہ اس کے چہرے پر واضح اضطراب کی کہانی پڑھ رہا تھا۔

عبیرہ کی آنکھیں پل میں آنسوؤں سے بھر آئیں۔

"کیا تم نہیں جانتے کہ اس وقت تمہارے گھر میں کیا چل رہا ہے؟؟"

"جانتا ہوں مگر یہ نئی بات نہیں ہے میرے لیے' بچپن سے اب تک یہی ماحول دیکھتے بڑا ہوا ہوں۔ تم ٹینشن مت لو۔"

"نہیں چاند..... تم اس طوفان سے باخبر نہیں ہو' جو کسی بھی وقت آسکتا ہے۔ میں جانتی ہوں روحیل

www.pkdigest.com

انکل کو' وہ ضد کے بہت پکے ہیں' میں کچھ بھی غلط نہیں چاہتی۔ مجھ جیسی سو عبیرہ' میں میرے چاند پر قربان۔"

اس بار وہ رو پڑی تھی۔ سوید آزر نے لب بھینچ کر رخ پھیر لیا۔

"تم بھول رہی ہو عبیرہ کہ میں بھی انہی کا بیٹا ہوں۔ اگر وہ ضدی ہیں تو میری ضدی فطرت کا اندازہ بھی تمہیں بخوبی ہونا چاہیے۔"

"مجھے اندازہ ہے... مگر میں کسی بھی طور سے تمہارا نقصان نہیں چاہتی سوید! میں تمہیں اذیت میں نہیں دیکھ سکتی... تم نہیں جانتے یہ لوگ تمہارے ساتھ کیا کر سکتے ہیں۔ میں مزید خالہ امی کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی سوید! مجھ سے یہ اذیت برداشت نہیں ہو رہی۔" اس کے آنسو پھر شدت سے بہنے لگے تھے۔

"ہوں... ساری عمر کی اذیت سمیٹنے کا کہہ کر یہ تو مت کہو عبیرہ کہ تم مجھے اذیت میں نہیں دیکھ سکتیں اور جہاں تک امی کی بات ہے تو وہ بھی نہیں چاہتیں کہ ان کا اکلوتا' ذہین و فطین بیٹا ایک پاگل لڑکی سے شادی کر کے جیتا جی مر جائے... کوئی ماں ایسا نہیں چاہ سکتی... وہ صرف مجبور ہیں اور میں اپنی زندگی ان کی مجبوری پر قربان نہیں کر سکتا۔" سوید کا لہجہ اٹل تھا عبیرہ اپنے آنسو پی کر رہ گئی۔

"تم سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے سوید! یہ لوگ تم سے تمہارا سب کچھ چھین لیں گے۔ نکال دیں گے تمہیں اس گھر سے اور تم جانتے ہو' اگر ایسا ہوا تو خالہ امی ایک دن بھی زندہ نہیں رہ سکیں گی۔ پھر کیا کرو گے تم؟ کہاں سے لاؤ گے اپنی ماں... زندگی میں لڑکیاں بہت مل جاتی ہیں چاند... مائیں نہیں ملتیں۔"

بھرائے لہجے میں کہا عبیرہ کا یہ جملہ سوید کے دل پر گھونسے کی طرح لگا تھا۔

"مجھے جذباتی بلیک میل مت کرو عبیرہ! پہلے ہی بہت ڈسٹرب ہوں میں اور تو شکستہ مت کرو یہاں یہ سب لوگ کم تھے کہ تم بھی..." دکھ سے اس کا گلا رندھ گیا تھا۔ عبیرہ کا سر پھر جھک گیا۔

"شکستہ پا ہی تو نہیں کرنا چاہتی میں تمہیں... اسی لیے تو دیکھو خود اپنا دل لہولہان کر کے تمہیں کسی اور کی رفاقت کے لیے مجبور کرنے چلی آئی۔ تم کیا سمجھتے ہو سوید! کیا مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا...؟ میں جو اتنی پٹی ہوں تمہارے معاملے میں کہ ہوا کا تمہیں چھونا بھی برداشت نہیں ہوتا' مجھ سے کیسے کس دل سے تمہیں کسی اور کا ہونے کو کہہ رہی ہوں کیا تم نہیں سمجھ سکتے؟ تم صرف میری محبت نہیں ہو سوید... میری دھڑکن' میرا ایمان' میرا سکون' میری کل کائنات ہو تم... بہت جذباتی ہوں تمہاری محبت کے معاملے میں میں۔

مگر میں خالہ امی سے بھی بہت پیار کرتی ہوں سوید... میری وجہ سے ان کی جان چلی جائے' مجھے مر کر بھی یہ بات گوارا نہیں ہو سکتی وہ میری خالہ نہیں ماں ہیں سوید! ایک حقیقی ماں بن کر ہی پالا ہے انہوں نے مجھے ان کے آنسوؤں پر میں اپنی محبت تو کیا سارا جہان وار دوں پھر بھی کم ہے اور پھر انہوں نے ہی مجھے بتایا ہے' وہ لڑکی قطعی اپنے ہوش و حواس میں نہیں رہتی' سمجھو تو ٹوٹل پاگل ہے۔ تمہارے تو قریب بھی نہیں پھٹکے گی... یہ شادی صرف دکھاوا ہو گا سوید... اور کچھ نہیں۔"

وہ شاید قسم کھا کر آئی تھی کہ اسے قائل کر کے رہے گی۔ سوید اندر سے مسمار ہوتا تلخی سے مسکرا دیا۔

"تو تم یہ طے کر کے آئی ہو کہ مجھے ہرا کر رہو گی..."

"نہیں... تمہیں ہارا ہوا ہی تو نہیں دیکھنا چاہتی میں... اسی لیے تو شیئر کر رہی ہوں۔"

"ٹھیک ہے مگر ایک شرط پر ہتھیار پھینکوں گا میں۔" اس بار گہری سانس بوجھل فضا کے سپرد کرتے ہوئے اس نے عبیرہ کا دل دھڑکایا تھا۔

"کیسی شرط..."

"بہت انوکھی نہیں ہے... میری زندگی کسی اور کے ساتھ شروع ہونے سے پہلے تم مجھ سے نکاح کرو گی... میری پہلی بیوی تم ہو گی اگر منظور ہے تو ٹھیک ہے میں بابا کی بات مان لیتا ہوں اگر نہیں تو پھر ہونے دو جو ہوتا ہے میں کسی کی کوئی بات نہیں مان رہا۔" وہ ضدی تھا مگر عبیرہ کی محبت میں مخلص تھا۔ تبھی اس کی آنکھیں پھر ڈبڈبا گئیں۔

"ٹھیک ہے... مجھے تمہاری ہر شرط منظور ہے۔"

"تو ٹھیک ہے پھر جا کر کہہ دو ان لوگوں سے اندر کہ میں قربانی کے لیے تیار ہوں' انہیں جو اوزار تیز کرنے ہیں کر لیں۔"

اس بار سرعت سے اپنی بات مکمل کرتا وہ پھر وہاں ٹھہرا نہیں تھا۔

عبیرہ سختی سے آنکھیں میچ کر مزید بہہ آنے والے آنسوؤں کو پیتی پھر کتنی ہی دیر وہاں بیٹھی روتی رہی زندگی کبھی ایسے کسی امتحان سے دوچار کرے گی اس نے سوچا بھی نہیں تھا۔

☼ ☼ ☼

"موی... آزر بھیا آئے ہیں' کیا نہیں ملو گی؟"

وہ لان میں بیٹھی' جھولی سے ایک ایک پھول اٹھا کر اسے پتی پتی کر رہی تھی' جب مریم عباس اس کے قریب چلی آئی اس کا سر بہت آہستگی سے نفی میں ہلا تھا۔

"نہیں۔"

"کیوں؟؟ کہاں تو ایک ایک پل ان کی آواز سننے کو پاگل ہوتی رہتی تھیں اور کہاں اب وہ واپس لوٹ آئے ہیں تو ملنا ہی گوارا نہیں' خیر تو ہے۔"

مریم کو اس کے نہیں نے حیران کیا تھا' وہ بے زار بے زار سی اس کے قریب سے اٹھ گئی۔

"وہ بہت بدل گیا ہے مریم... اب اس میں وہ پانچ سال پہلے والی کوئی بات نہیں رہی۔"

"تم یہ کیسے کہہ سکتی ہو؟"

"میں نے اسے دیکھا ہے مریم... اسے قرۃ العین کے سوا دنیا میں دوسری کوئی چیز دکھائی ہی نہیں دیتی' پانچ سال میں یہاں... اس کے لیے پل پل تڑپی ہوں' مگر وہ گھمنڈی' بے حس شخص... اس نے ایک بار بھی تم سے یا کسی اور سے میرا نہیں پوچھا... اسے اپنی زندگی میں میرے ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا مریم۔"

وہ آزردہ تھی۔ مریم دھیمے سے مسکرا دی۔

"پاگل ہو تم اور کچھ نہیں' ایک طرف جنونی محبت کا دعوا اور دوسری طرف ایسی شدید بدگمانی... ہائے کیا بنے گا میرے اکلوتے بھائی کا۔" اس کے مصنوعی آہ بھرنے پر وہ چڑی تھی۔

"محبت تو میں کرتی ہوں نا یار... وہ تھوڑی محبت کرتا ہے مجھ سے۔"

"وہ بھی کرنے لگیں گے۔ کوشش جاری رکھو... قطرہ قطرہ پانی سے سنا ہے پتھر میں بھی شگاف پڑ جاتا ہے۔"

"تمہارا بھائی پتھر سے بھی بڑھ کر ہے اچھا..."

"ہاہاہا... میں تو تمہارے لیے صرف دعا ہی کر سکتی ہوں آگے تمہارا نصیب۔" مریم ہنسی تھی موی تپ کر ہاتھ میں پکڑے پھول کی پتیاں اس پر غصے سے اچھالتے ہوئے وہاں سے رخصت ہو گئی جبکہ اوپر اپنے کمرے کے ٹیرس پر کھڑا آزر عباس اس کی اس حرکت

ادارہ خواتین ڈائجسٹ کی طرف سے بہنوں کے لیے
فائزہ افتخار کے 4 خوبصورت ناول

آئینوں کا شہر	قیمت -/500 روپے
بھول بھلیاں تیری گلیاں	قیمت -/500 روپے
پگلیاں یہ چوبارے	قیمت -/300 روپے
پھلاں دے رنگ ہزار	قیمت -/200 روپے

ناول منگوانے کے لیے فی کتاب ڈاک خرچ -/45 روپے
منگوانے کا پتہ:
مکتبہ عمران ڈائجسٹ، 37 - اردو بازار، کراچی۔ فون نمبر: 32735021

www.pkdigest.com

پر نرمی سے مسکرا دیا۔

☆ ☆ ☆

عبیرہ لان سے اٹھ کر اپنے کمرے میں واپس آئی تو اس کے سارے جسم میں درد کی لہریں سرایت کر رہی تھیں۔ آنکھیں یوں جل رہی تھیں گویا کچھ ہی دیر میں ان سے لہو ٹپکے گا۔

ڈھیلے ڈھالے انداز میں خود کو صوفے پر گرا کر اس نے آنکھیں میچ لی تھیں۔ اسے یاد آنے لگا تھا کہ جب وہ صرف چھ سال کی تھی تو اس کے محبوب بابا کی رحلت ہو گئی تھی، جس کے بعد اس کی ماں فضیلہ بی اسے ساتھ لے کر اپنے آبائی گاؤں اپنی بڑی بہن کے پاس چلی آئی تھیں۔ سوید ان کی اسی بڑی بہن راحیلہ بی کا اکلوتا بیٹا تھا جس میں ان کی جان تھی۔

سوید کے بابا راحیل جعفری، اس کی ماں راحیلہ بی اور خالہ فضیلہ بی کے فرسٹ کزن تھے۔ شروع سے ہی راحیل جعفری کی ماں، راحیلہ بی اور فضیلہ بی کی ماں پر حاوی رہی تھی کیونکہ وہ اس خاندان کی پہلی بہو تھی اور بے حد ہوشیار تھی جبکہ راحیلہ بی کی ماں سیدھی سادی، حساس دل و دماغ کی مالک عام سی خاتون تھی۔ باطنی چالاکی کے ساتھ ساتھ وہ حسن و صورت میں بھی اپنی دیورانی پر بھاری تھی۔ یہی وجہ تھی کہ حویلی میں برسوں تک راحیل جعفری کی ماں کا راج ہی رہا۔ سونے پر سہاگہ قدرت اولاد کے معاملے میں بھی ان پر مہربان رہی، وہ لگاتار چار بیٹوں کی ماں بنی تھیں جبکہ راحیلہ بی کی ماں نے پہلے دو بیٹیوں راحیلہ بی اور فضیلہ بی کو جننے کے بعد ایک بیٹے کو جنم دیا، جو عین جوانی کے عالم میں، زمینوں اور جائیداد کے مسئلے پر اپنے باپ کے ساتھ، راحیل جعفری کے بڑے بھائی سہیل جعفری کے ہاتھوں قتل ہو گیا۔

راحیلہ بی ان دنوں ـــ پورے خاندان سے ٹکر لے کر شہر میں پڑھ رہی تھیں۔ اکلوتے بھائی اور باپ کی اندوہناک موت کی خبر ان پر بجلی بن کر گری تھی۔ وہ اپنی تعلیم ادھوری چھوڑ کر فی الفور گاؤں واپس آئی تھیں جہاں ان کے گھر جیسے کہرام بپا تھا۔

سارا گاؤں قاتل کو جانتا تھا مگر ـــ ان کے شر سے خوف زدہ ہو کر کسی نے بھی زبان نہ کھولی اور راحیلہ بی بے بسی کی مجسم تصویر بن کر رہ گئیں۔

اپنے تایا زاد سہیل جعفری کے ساتھ ساتھ انہیں ان کے بقیہ تینوں بھائیوں سے بھی شدید نفرت تھی اور یہ نفرت اس وقت مزید دو چند ہو گئی جب ان کی ماں ایک صبح چپ چاپ اپنے سسرالیوں کے مظالم کے دکھ سینے سے لگائے دنیا سے رخصت ہو گئیں۔ ابھی یہ درد بھی تازہ تھا کہ اس کی نفرت اور خود سری کو ضد بناتے ہوئے راحیل جعفری نے ان سے شادی کا شوشا چھوڑ دیا۔ راحیلہ بی اس شادی کے لیے کسی طور تیار نہ تھیں مگر وہ پنجرے میں قید پنچھی کی مانند محض پھڑپھڑا کر رہ گئیں۔ ان کی نفرت کو اپنی ضد بناتے ہوئے راحیل جعفری نے ان سے شادی تو کر لی مگر انہیں بیوی کی حیثیت سے بھی تسلیم نہ کیا۔ وہ عورت جو تائی کے روپ میں انہیں ملی تھی اب ساس بن کر [illegible] ہو گئی۔ چند برسوں میں اس نے [illegible] طور پر انہیں یوں تاراج کیا کہ وہ جو شعلہ جوالہ تھیں بجھ کر رہ گئیں۔ دورے پڑنے لگے اور جسم ہڈیوں کا ڈھانچہ بن کر رہ گیا، فضیلہ بی جو راحیل جعفری سے چھوٹے عقیل جعفری کی جنوں خیز محبت سے ہار گئی تھیں، یہاں اس مقام پر آ کر ان سے شادی سے انکاری ہو گئیں کہ اپنی بڑی بہن کو مزید دکھ سے ہمکنار کرنا انہیں کسی طور گوارا نہیں تھا۔

حویلی میں واحد عقیل جعفری تھا جو روایتی جاگیردار ثابت نہیں ہوا تھا، بلکہ فضیلہ بی کی غیر متوقع بے وفائی کے بعد وہ گاؤں تو کیا ملک چھوڑ کر ہی چلا گیا۔ کتنے عہد کتنے پیمان، دونوں کی زندگی کے بیچ ادھورے رہ گئے تھے۔ نفرتوں کے سلسلوں کو محبت کی بارش سے دھونے کا ان کا عزم بس عزم ہی رہ گیا۔ اور فضیلہ بی اسی گاؤں میں نمبردار کے بیٹے کی دلہن بن گئیں۔

سوید ان دنوں محض چار سال کا تھا اور سارا سارا دن عقیل جعفری کو یاد کر کے "چاچو ـــ چاچو" کہتا

رو تا رہتا تھا، جو شفقت اسے باپ سے ملنی تھی وہ چچا نے دی۔ مگر زیادہ عرصہ یہ شفقت بھی اس کا نصیب نہ رہ سکی اور وہ پھر سے محرومیوں کی گود میں آ گرا۔

جن دنوں فضیلہ بی کی گود میں عبیرہ آئی انہیں حویلی سے عقیل جعفری کے بیرون ملک نکاح کی خبر ملی، اور وہ کسی حد تک مطمئن ہو گئیں، چار سالہ ننھے سوید کے ذہن سے عقیل کا تصور بھی نکل گیا۔ البتہ وہ عبیرہ کو پا کر بہت مسرور تھا، اس کا بس نہ چلتا تھا کہ عبیرہ سارے دن اس کی باہوں میں کھیلنے کے بعد، رات کو بھی اسی کے پاس سوئے۔

اس کی یہ خواہش پوری ہوئی تھی مگر پورے چھ سال بعد ـــ جب فضیلہ بی پر شوہر کی ناگہانی اچانک موت نے فالج کا اٹیک کر دیا اور وہ زندہ لاش بن کر محض بستر کی ہو رہیں۔ ایسے میں راحیلہ بی نے ہی تمام تر مشکلات اور اذیتوں کا سامنا کرتے ہوئے نا صرف ان کی دیکھ بھال کی، بلکہ عبیرہ کو بھی سنبھالا، وہ بستر پر ایک طرف بیٹے کو ساتھ لے کر سوتیں تو دوسری طرف عبیرہ کو ـــ

دن، ہفتوں، مہینوں اور سالوں کا روپ دھارتے وقت کا حصہ بنتے چلے گئے اور سوید، عبیرہ کے ساتھ بچپن کی دہلیز سے نکل کر جوانی کی شاہراہ پر آ کھڑا ہوا، دونوں کو خبر بھی نہ ہو سکی اور محبت ان دونوں کے بیچ جیسے پنجے گاڑ کر بیٹھ گئی۔

کتنی یادیں تھیں جو اس محبت سے وابستہ تھیں، کتنے ایسے واقعات اور باتیں تھیں جو ان کی چاہت کی گواہ بنی تھیں۔ وہ اس کے مزاج کے ہر موسم کی آشنا تھی اور سوید ـــ اسے تو زندگی کا ہر رنگ نظر ہی اس کی خوب صورت آنکھوں میں آتا تھا۔

بہت سے پیمان تھے جو بن کہے دونوں کے بیچ بندھ گئے تھے اور بہت سی ذمہ داریاں تھیں جو دونوں نے خود بہ خود اپنے ذمے لی تھیں۔

عبیرہ رہ رہ کر اس وقت کو کوس رہی تھی جب تین روز قبل شام میں وہ ہوسٹل سے گھر آئی تھی۔ شہر میں ان کا مکان تعمیر پا چکا تھا اور آدھے سے زیادہ سامان بھی

دنیا بھر سے منتخب معیاری ادب

عمران ڈائجسٹ

Emale: id@khawateendigest.com

فروری 2011

بے سحر رات کے مسافر

اسلم راہی

سحر زادی

کارواں

ایم اے راحت

جانور

غلط نمبر

تیرے آنگن میں

ایم اے راحت

فروری 2011 کا تازہ شمارہ آج ہی خرید لیں

www.pkdigest.com

نئے گھر میں شفٹ کیا جا چکا تھا جب اچانک راحیل جعفری نے نیا شوشا چھوڑ دیا۔ ان کے فرمان کے مطابق ان کے لاڈلے بھائی عقیل جعفری اپنی اکلوتی بیٹی کی شادی کے لیے راحیل جعفری اور ان کے اکلوتے بیٹے سوید سے درخواست گزار تھے۔ یہ خبر کسی طرح ہضم ہو ہی جاتی کہ سوید کو یہ پتا چل گیا کہ عقیل جعفری' ان کے امیر کبیر لاڈلے چچا' اپنی جس اکلوتی بیٹی کی شادی اس کے ساتھ کرنا چاہ رہے ہیں' وہ پاگل ہے اور کوئی بھی شخص اسے اپنانے کو تیار نہیں۔

راحیل جعفری نے بھائی کی محبت اور بڑے بھائی سہیل جعفری کے دباؤ میں' بنا کسی سے بات کیے نا صرف یہ رشتہ طے کر دیا بلکہ شادی کی تاریخ بھی دے دی' عبیرہ یہ خبر سن کر ہی ہوسٹل سے گھر آئی تھی۔ جہاں اس وقت سوید کا پورا خاندان اسے گھیرے ہوئے بیٹھا تھا۔

وسیع حویلی کے کشادہ ہال کمرے میں' جس وقت اس نے دہلیز پر قدم دھرے' سوید کے بابا راحیل جعفری کی کڑک آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔

"مت بھولو برخوردار کہ میں تمہارا باپ ہوں۔ پڑھا لکھا کر' پالنے پوسنے اور ضرورت سے زیادہ لاڈ پیار و آزادی کا یہ مطلب نہیں کہ آج تم باپ پر اپنی مرضی کے فیصلے مسلط کرو' مت بھولو کہ جتنے تم مجھے عزیز ہو' اتنی ہی دل آویز بھی عزیز ہے' وہ صرف عقیل کی نہیں' میری بھی بیٹی ہے اگر کسی وجہ سے بیمار ہے تو اس میں اس پاگل کا کیا قصور۔۔۔ مشکل اور مصیبت میں اپنے ہی اپنوں کے کام آتے ہیں۔ بھری دنیا میں کوئی اور اس کا سہارا بنے نہ بنے' تمہیں ضرور اس کا سہارا بننا ہے۔۔۔ بصورت دیگر تم یہ گھر اور اپنے والدین کو چھوڑ کر جا سکتے ہو' میں یہ سمجھ لوں گا کہ عقیل اور سہیل بھائی کی طرح میرا بھی کوئی بیٹا تھا ہی نہیں۔"

"دھڑاک۔۔۔" عبیرہ کو لگا جیسے اس وقت ساتوں آسمان اس کے سر پر آگرے ہیں' معاملہ اتنی شدید نوعیت کا ہوگا' اس کے گمان میں بھی نہیں تھا۔

سوید وہاں سب کے بیچ تنہا اپنے لیے لڑ رہا تھا۔ راحیلہ بی اس کے قریب یوں سر جھکائے کھڑی تھیں جیسے کسی گھناؤنے جرم کی مجرم ہوں' جبکہ سامنے کے صوفے پر راحیل جعفری' عقیل جعفری اور اس کی ماڈرن سی نفیس بیگم براجمان تھے' دائیں طرف دھرے پلنگ پر سہیل جعفری اور اس کی بیوی بیٹھی تھی۔ سوید اپنے باپ کی بات پر تپ کر اٹھا تھا۔

"ہونہہ۔۔۔ آپ سے امید بھی کیا رکھی جا سکتی ہے۔ کبھی باپ بن کر بیٹے کو پالا ہوتا' تو آج یوں اتنی آسانی سے یہ بات نہیں کہہ سکتے تھے آپ' کیا سوچ کر حق جما رہے ہیں مجھ پر۔۔۔ میں آپ کی نوازشوں کا محتاج نہیں ہوں۔۔۔ میرے اور میری ماں کے حصے میں صدا قہر آیا ہے آپ کا۔۔۔ آپ کی نوازشیں تو سدا اپنے بھائیوں اور ان کی بیویوں پر رہی ہیں' پھر اب یہ خوش فہمی کیوں لاحق ہو گئی آپ کو کہ میں آپ کی خواہش کا احترام کروں۔۔۔ سوری والد محترم یہ دنیا کچھ لو اور کچھ دو کے اصول پر چلتی ہے' میری ماں بے شک آپ کی جیتی ہوئی جنگ ہوں گی' مگر میں آپ کا مفتوح علاقہ نہیں ہوں' نہ میں نے اپنی زندگی کو سنوارنے کے لیے کبھی آپ کی عنایتوں کی آس رکھی ہے' میں آج جس مقام پر ہوں' اپنی ماں کی دعاؤں اور محبتوں کے بعد اپنے بل بوتے پر ہوں۔ اس میں آپ کا کوئی کمال نہیں ہے لہٰذا اس غلط فہمی کو دل سے نکال دیجئے کہ میں یہاں سے نکل کر جی نہیں سکوں گا۔ میں جیوں گا اور جی کر دکھاؤں گا۔ آپ رکھیے اپنی دھن دولت اپنے پاس سنبھال کر۔" وہ بھی انہی کا بیٹا تھا۔ راحیل جعفری اس کی اس قدر جرات پر دنگ رہ گئے تھے۔

"چٹاخ۔" کی زوردار آواز پر جہاں راحیلہ بی تڑپ کر اٹھی تھیں وہیں عبیرہ کا ہاتھ بھی بے ساختہ اپنے دل پر پڑا تھا۔

"گستاخ' بدزبان تمہاری ہمت کیسے ہوئی ہمارے سامنے زبان چلانے کی؟ کس نے ڈالیں تمہارے ذہن میں ایسی باغیانہ باتیں اور سوچ ہمارے خون سے جنم لے کر آج ہم کو ہی آنکھیں دکھا رہے ہو یہی سکھایا ہے تمہاری ماں اور تعلیم نے تمہیں۔۔۔؟" راحیل

جعفری صاحب کے منہ سے کف بہہ رہا تھا۔ ایسے میں عقیل جعفری فوراً" اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

"بس کریں بھائی۔۔۔ اگر وہ راضی نہیں ہے تو زور زبردستی مت کریں۔ ایسے معاملے زور زبردستی سے زیادہ دیر نہیں چلتے' دل آویز کی قسمت میں اگر کوئی خوشی لکھی ہی نہیں تو بھلا میں اور آپ کیا کر سکتے ہیں؟" ان کے انداز میں شکستگی تھی۔ سوید جعفری نے تنفر سے سر جھٹک دیا۔

"نہیں عقیل۔۔۔ میں نے تمہیں زبان دی ہے' اب اس سے پھرنا میرے لیے موت کے مترادف ہے' دیکھتا ہوں یہ کیسے نہیں کرتا دل آویز بیٹی سے شادی۔" راحیل صاحب کی بھائی سے محبت اور واضح چیلنج پر سوید پاؤں پٹختے ہوئے وہاں سے واک آؤٹ کر گیا تھا جبکہ عبیرہ کو لگا جیسے اس کا وجود پتھر کا ہو گیا ہو۔۔۔ اس وقت اسے مزید۔۔۔ کچھ دکھائی دے رہا تھا نہ سنائی دے رہا تھا' عجب قیامت پڑی تھی کہ دل پر کہ وہ سسکی بھی نہ نکال سکی تھی' اسی رات سوید بنا کسی کو بتائے گھر چھوڑ کر چلا گیا تھا اور اسی رات راحیلہ بی ہارٹ اٹیک کا شکار ہو کر' بمشکل منتوں اور دعاؤں سے زندگی کی طرف واپس لوٹی تھیں۔

سوید اس متوقع حادثے پر فوراً" گھر تو واپس لوٹ آیا تھا مگر اس نے ہتھیار نہیں پھینکے تھے۔ راحیل جعفری صاحب سے مکمل خفا وہ پورا ایک ہفتہ سب سے لڑا تھا' مگر۔۔۔ بالآخر عبیرہ نے اسے ہار ماننے پر مجبور کر ہی ڈالا تھا۔ اس رات وہ روئی تھی اور اتنا روئی تھی کہ صبح اس کا پورا وجود تیز بخار میں جل رہا تھا۔ اپنی ماں اور خالہ کی محبت میں مجبور ہو کر اس نے اپنا پیار قربان کرنے کا حوصلہ کر لیا تھا مگر اب جوں جوں وقت گزر رہا تھا' اسے جیسے جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

سخت گرمی کی چلچلاتی دھوپ میں' جس وقت اسے سوید کی بائیک کا ہارن سنائی دیا' وہ بے کل سی لب کاٹ کر رہ گئی۔ ساری رات آنکھوں میں کاٹنے کے بعد بھی اسے کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ سوید ہارن پہ ہارن دے رہا تھا۔ وہ بہت مجبور ہو کر اس کی طرف بڑھی تھی۔

"بیٹھو۔۔۔" کالج گیٹ سے نکل کر جونہی وہ اس کی طرف بڑھی اس نے فوراً" حکم صادر کر دیا۔ عبیرہ نے دیکھا اس وقت وہ سخت تناؤ کا شکار دکھائی دے رہا تھا۔ تبھی وہ منمنائی تھی۔

"سوید۔۔۔ آئی ایم سوری میں ایسا نہیں کر سکتی' یہ صحیح نہیں ہے۔"

"تو ٹھیک ہے' پھر میں بھی کسی صورت وہ نہیں کر رہا جو صحیح ہے۔" وہ لب بھینچے کہہ رہا تھا۔ عبیرہ کو تاؤ آ گیا۔

"تم سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے۔"

"چپ چاپ بیٹھ جاؤ عبیرہ۔۔۔ سڑک پر تماشا مت بناؤ پلیز۔۔۔"

"سوید تم۔۔۔"

"بیٹھتی ہو کہ زبردستی پکڑ کر بٹھاؤں۔" اب کے وہ غصے ہوا تھا۔ عبیرہ بے بسی سے ایک نظر اسے دیکھتی چپ چاپ بیٹھ گئی۔

اگلے تیس منٹ میں وہ اپنے کسی جاننے والے وکیل کے پاس بیٹھا اسے سارا احوال سنا رہا تھا۔ عبیرہ اس دوران خاموش بیٹھی' اپنی شور مچاتی دھڑکنوں کو سنبھالنے اور سمجھنے کی کوشش کرتی رہی تھی' کچھ ہی دیر میں وہ سوید کے ساتھ کورٹ میں کھڑی تھی اور اگلے چند لمحوں میں کچھ ضروری کاغذات پر چند دستخط گھسیٹ دینے کے بعد وہ عبیرہ شیرازی سے عبیرہ سوید ہو گئی' ٹانگوں کے ساتھ ساتھ اس وقت اس کی انگلیاں بھی کانپ رہی تھیں۔ مگر سوید کی محبت اور گرم ہاتھوں کی حرارت نے اسے حوصلہ دیا تھا۔ وہ خوش تھا بے حد خوش۔۔۔ ساتھ ہی اس کے دوست بھی خوش تھے۔

کورٹ سے رخصتی کے بعد جب وہ اسے اپنے ایک دوست کے گھر لے کر آیا تو اس کا چہرہ بچی خوشی سے تمتما رہا تھا۔ والٹ میں موجود سارے پیسے اس نے

www.pkdigest.com

کورٹ اور دوستوں میں مٹھائی کے لیے بانٹ دیے تھے۔ عبیرہ بس اسے دیکھتی رہ گئی۔

"تھینکس۔۔۔ تھینکس میری جان کہ تم نے مجھے محبت کی اس پر کٹھن راہ پر بے آسرا، تنہا بھٹکنے کے لیے نہیں چھوڑا۔ میں بہت خوش ہوں عبیرہ، اتنا کہ تم تصور بھی نہیں کر سکتیں اور ہاں آج سے میرا وعدہ ہے تم سے۔۔۔ بیوی ہونے کا حق میں صرف اور صرف تمہیں دوں گا۔ اس پاگل سے شادی کاغذی کارروائی کے سوا اور کچھ نہیں ہو گی۔ جیسے ہی حالات ہمارے حق میں ہوئے میں وہ کاغذی بندھن توڑ دوں گا۔ میرے بچے اگر دنیا میں آئیں گے تو صرف تمہارے بطن سے۔ سمجھیں۔"

جگر جگر چمکتی روشن سیاہ آنکھوں میں اس کے لیے محبت ہی محبت تھی۔ عبیرہ نے پرسکون ہو کر اپنا سر اس کے کندھے پر ٹکا دیا۔ سوید کی نرم گداز انگلیاں جانے کتنی دیر تک اس کے ریشمی بالوں کو سہلاتے ہوئے اس پہ عجیب سا سحر طاری کرتی رہی تھیں۔

✡ ✡ ✡

آزر یزدار عباس حال ہی میں اپنی تعلیم مکمل کر کے پاکستان اپنے گھر واپس لوٹا تھا۔ عمر میں وہ موی اور مریم سے پورے پانچ سال بڑا تھا۔ اس سے دو سال بڑا یاسر یزدار عباس تھا جس نے لندن میں ہی اپنے والد کی رحلت کے بعد ان کے کاروبار کو سنبھال لیا تھا۔ موی ان کی اکلوتی خالہ زاد کزن تھی جس کے نازک سراپے اور بے جا لاڈ پیار کے باعث انہی کی مما آسیہ بیگم نے اس کا نام پیار سے موی رکھ دیا تھا۔

آزر کو یاد تھا جب وہ لوگ چھوٹے تھے تو دن بھر معمولی معمولی سی باتوں پر کتنا لڑتے تھے۔ وہ غصے ہو کر اگر اس کے بال کھینچتا تھا تو موی غضب ناک ہو کر اپنے دانت اس کے بازو میں گاڑ دیا کرتی۔ کبھی کبھی وہ اتنی شدت سے بازو کاٹتی تھی کہ وہاں زخم بن جاتا تھا۔ اب بھی اس کے بائیں بازو پر موی کے دانتوں کے نشان زخم کی صورت رقم تھے، تاہم وقت کے ساتھ ساتھ اب ان زخموں پر کھرنڈ آ گیا تھا۔

موی اور مریم نے میٹرک تک اسی کی درس گاہ میں تعلیمی مدارج طے کیے تھے یہی وجہ تھی کہ۔۔۔ جھگڑوں کے باوجود وہ اسکول میں ان دونوں کا خاص خیال رکھتا تھا۔ میٹرک کے بعد موی کے والدین نے اچانک پاکستان واپسی کا فیصلہ کیا تو وہ بے قرار ہو گئی۔ مریم اور آزر کے بغیر کہیں رہنے کا خیال ہی اس کے لیے سوہان روح تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے وہیں رہ کر مزید پڑھنے کی ضد کر لی۔ آزر کو اس کی اس ضد کا پتا چلا تو وہ بے حد حیران ہوا۔ کہاں تو ان کی لڑائیاں ہی ختم نہیں ہوتی تھیں اور کہاں اب وہ موم کی گڑیا اس کے لیے رو رو کر بے حال ہو رہی تھی۔

اپنی اسی حیرانی کو دور کرنے کے لیے وہ اس کے کمرے میں اس کی ضد کی وجہ پوچھنے کے لیے آیا تھا، جب وہ مسل مسل کر آنکھیں صاف کرتے ہوئے بولی۔

"آزر۔۔۔ تمہارے بغیر پاکستان میں میرا دل نہیں لگے گا۔"

"واٹ۔۔۔ کہہ تو ایسے رہی ہو جیسے پتا نہیں کتنی گہری دوستی ہو ہماری۔ جنگلی بلی تم تو کل کو شادی کے لیے بھی یونہی اڑ جاؤ گی کہ مجھے تو آزر سے ہی شادی کروانی ہے، کسی اور کے ساتھ میرا دل نہیں لگے گا۔"

"ہاں تو اور کیا شادی بھی تم سے ہی کرنی ہے مجھے اور کسی سے نہیں۔"

"جی نہیں محترمہ۔۔۔ معاف کرو مجھے میں باز آیا ساری عمر کے لیے یہ مصیبت مول لینے سے۔"

"کیا میں مصیبت ہوں؟"

موی کو اس کے صاف جواب پر سخت صدمہ ہوا تھا وہ شگفتگی سے مسکرا دیا۔

"اور نہیں تو کیا۔۔۔ پوری چڑیل ہو، جنگلی بلی۔"

"تم خود ہو گے جنگلی بلے اچھا خبردار جو دوبارہ مجھ سے بات کی تو۔۔۔ میں جا رہی ہوں پاکستان اپنے ددھیال والوں کے پاس تم رہنا یہاں اپنی ہنی منی کے ساتھ خوش و خرم۔" اس کی توقع کے عین مطابق وہ چڑی تھی اور آزر بے ساختہ ہنس دیا تھا۔ پھر اس کے بعد وہ اس کے لاکھ روکنے اور منانے کے باوجود اپنے والدین کے ساتھ پاکستان چلی آئی تھی، جبکہ آزر عباس اس کی اس ضد پر کڑھتا رہ گیا تھا۔

موی کے بغیر لندن جیسے خوب صورت ایڈوانس شہر میں اس کے پانچ سال بہت اداس گزرے تھے، ایک طرح سے اسے موی کو چڑانے، رلانے اور پھر منانے کی عادت پڑ گئی تھی، اسے اشتعال دلا کر پھر اس کا جارحانہ روپ دیکھنا بہت لطف دیتا تھا۔ اسے مگر دلی غصے کی وجہ سے اس نے کبھی اس پر یہ بات کھلنے نہیں دی تھی۔ وہ پاکستان سے آئی اس کی ہیلو کا جواب بھی نہیں دیتا تھا۔ قرۃ العین جو یوکرین فیملی کی ٹوٹی پھوٹی سی سمجھ دار لڑکی تھی اور پوری کلاس میں اس کی واحد عزیز دوست تھی، اکثر اسے موی کے حوالے سے چھیڑتی اور وہ کبھی ہنس کر کبھی ڈانٹ کر اسے ٹال دیتا۔

اس کی فیملی، موی لوگوں کے لندن سے کوچ کے ایک سال بعد ہی پاکستان شفٹ ہو گئی تھی کیونکہ پاکستان [illegible] تھا۔ اپنی تعلیم مکمل کرنے تک وہ یاسر عباس کے ساتھ لندن میں ہی رہا تھا اور یہی وہ بات تھی جس نے موی کو سب سے زیادہ ہرٹ کیا تھا۔

پورے پانچ سال بعد پاکستان واپسی پر عینی بھی اس کے ہمراہ تھی۔ وہ پاکستان میں اس کے ساتھ مل کر بزنس اسٹارٹ کرنا چاہتی تھی اور آزر کے لیے یہ خوشی کی بات تھی، تاہم اپنی واپسی پر شوق دید سے بے حال موی کو جو نکھر کر اور بھی پیاری ہو گئی تھی، اس نے جان بوجھ کر نظر انداز کیا تھا۔ ویسے بھی اس کی سوچ میں بہت میچورٹی آ گئی تھی، وہ اس سے پچھلے پانچ سال کی جدائی کا بدلہ اپنے ہی انداز میں لینے کا ارادہ کیے ہوئے تھا۔

✡ ✡ ✡

راحیلہ بی اور فضیلہ بی کو سوید آزر کے کارنامے کی خبر ہو چکی تھی اور وہ دونوں اس پر بے حد مسرور تھیں۔ تاہم فضیلہ بی کے دل کو کچھ وسوسے ضرور گھیرے ہوئے تھے۔ سوید عبیرہ کے ساتھ گھر واپس لوٹا تو وہ کتنی ہی دیر اس کا منہ چومتے ہوئے زار و قطار روتی رہی تھیں۔ وہ بدنصیب تھیں، اپنا پیار نہیں پا سکی تھیں، تاہم ان کی بیٹی کے آنکھوں کے خواب ضرور تعبیر پا گئے تھے۔

دوسری جانب راحیلہ بی اپنی دلی تمنا کی تکمیل کے لیے اپنے بیٹے کی جرات اور جائز حکمت عملی پر از حد مطمئن و مشکور تھیں۔ ان کا دل اپنے سوہنے رب کا شکر ادا کرتا نہ تھک رہا تھا۔ حویلی میں دل آویز جعفری سے سوید کی نکاح کی تیاریاں شروع ہو گئی تھیں۔ تاہم اب انہیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ وہ مسرور تھیں کہ ان کے دل نے جس لڑکی کو بہو کے روپ میں دیکھنے کی خواہش کی تھی بالآخر پہلے وہی لڑکی ان کی اکلوتی بہو کے منصب پر فائز ہوئی تھی۔

اس روز دل آویز جعفری کے ساتھ سوید کے نکاح کی تقریب تھی۔ دل آویز کی خراب طبیعت کے پیش نظر شادی کی دیگر رسومات سے پرہیز کرتے ہوئے صرف نکاح کی تقریب ہی شایان شان طریقے سے ارینج کرنے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ عبیرہ کو اس روز ہلکا ہلکا بخار تھا۔ سوید شہر میں تمام انتظامات کی دیکھ بھال کے بعد گاؤں واپس آیا تو راحیلہ بی سے مل کر سیدھا اس کی طرف چلا آیا۔ جو اس وقت مغرب کی نماز کی ادائیگی کے بعد جائے نماز پر بیٹھی چپ چاپ آنسو بہاتے ہوئے دعا مانگ رہی تھی۔

سوید ایک سرسری نگاہ اس کے بھیگے چہرے پر ڈالنے کے بعد کسی لاابالی بچے کی مانند اس کی گود میں سر رکھ کر زمین پر ہی لیٹ گیا۔ عبیرہ نے چونک کر فوراً سے پیشتر دعا سمیٹتے ہوئے آنسو پونچھے تھے جب سوید نے محبت سے اس کے دونوں ہاتھ تھام لیے۔

"لو مجھے ہی مانگ رہی تھیں نا اللہ سے، میں آ گیا۔"

"مہربانی، اٹھو یہاں سے۔"

"کیوں۔۔۔ کیوں اٹھوں۔۔۔ میری خالہ جانی کا گھر ہے اور محبوب بیوی کی گود ہے، تمہیں کیا اعتراض ہے؟"

www.pkdigest.com

"پاگل ہو تم اور کچھ نہیں۔" عبیرہ نے بے ساختہ نگاہ چراتے ہوئے اپنے آنسو اس سے چھپانا چاہے تھے جب وہ بولا۔

"رو کیوں رہی ہو عبیرہ۔۔۔؟ میں تو وہی کر رہا ہوں جو تم نے مجھ سے چاہا ہے' ورنہ ایک پاگل لڑکی سے شادی میں بھلا میرا کیا انٹرسٹ ہو سکتا ہے خود سوچو میرے تو سارے جذبے صرف تم سے وابستہ ہیں۔۔۔ اس لیے آج رات تقریب میں تم میرے ساتھ ساتھ رہو گی سمجھیں۔؟"

"ہوں۔" نم آنکھوں سے سر ہلاتے ہوئے وہ اسے بے حد پیاری لگی۔

"چلو شاباش اب یہ آنسو پونچھو نہیں تو میں ہونٹوں سے چنوں گا تو پھر تم شکایت کرو گی۔" وہ پھر شرارت پر آمادہ تھا۔ عبیرہ نے ہلکا سا مکا بنا کر اس کے چوڑے سینے پر رسید کر دیا۔

"زیادہ رومینس بگھارنے کی ضرورت نہیں ہے' اچھا۔"

"ضرورت ہے یار' میری ممّا بہت بے تابی سے اپنی گود میں میرے بچے کھلانے کی خواہش مند ہیں۔" وہ کب باز آنے والا تھا عبیرہ اسے گھور کر رہ گئی۔

"تو۔۔۔ میں نے ابھی ایسا کچھ نہیں کرنا۔"

"تو کی بچی آرام سے رہو۔۔۔ ضروری نہیں کہ ہر بار میں تمہاری مانتا رہوں گا' کبھی دل کے کہے پر بھی چلنے دیا کرو اچھا۔"

"اچھا جی اچھا۔۔۔ تمہیں تو اللہ سمجھے۔" وہ اب بیزار ہو رہی تھی۔ سوید جان بوجھ کر اگلے تین چار گھنٹوں تک اسے یونہی زچ کرتا رہا۔

☆ ☆ ☆

دل آویز جعفری سے سوید کی نکاح کی تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں۔

وہ شہر بارات کے ساتھ روانہ ہونے سے پہلے پھر عبیرہ کی طرف اسے اور فضیلی کو لینے آیا تھا۔ جب اسے سادہ سے کپڑوں میں ہلکا پھلکا تیار دیکھ کر بے خود سا اس کے قریب چلا آیا۔

"بیبی۔۔۔" وہ جو سنگھار میز کے سامنے کھڑی بال سنوار رہی تھی اس کی پکار پر پلٹی۔

"ہوں۔"

"بیبی۔۔۔ میں کسی دل آویز جعفری سے شادی نہیں کر رہا۔"

"کیوں۔۔۔؟" اس کی قربت پر دھڑکتے دل کو بمشکل سنبھالتے ہوئے اس نے پوچھا تھا۔ مگر پھر سوید کی آنکھوں میں دیکھ کر فوراً نگاہ جھکا گئی۔

"دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا۔۔۔ اور کچھ نہیں۔"

"صحیح کہہ رہی ہو تم۔۔۔ آج تو ٹھیک ٹھاک خراب ہو رہا ہے اک شعر سنو۔

جس طرح میرا خواب ہے اس طرح تیرے ساتھ
اک شام گزر جائے تو اک شام بہت ہے

اپنے گرم سانسوں سے عبیرہ کے چہرے کو چھوتے ہوئے اس نے سرگوشی کی تھی۔ جب وہ بولی۔

"عقل کو ہاتھ مارو سوید۔۔۔ وہاں سب لوگ تمہارا انتظار کر رہے ہوں گے۔"

"تو کرنے دو نا یار۔۔۔ تمہیں کیا مسئلہ ہے' اچھے بھلے موڈ کا بیڑا غرق کر کے رکھ دیتی ہو بالکل اچھی بیوی نہیں ہو تم۔" اپنی ٹھوڑی مزے سے اس کے کندھے پر ٹکاتے ہوئے اس نے دہائی دی تھی۔ جب وہ مسکرا دی۔

"چلو دوسری تو اچھی مل رہی ہے نا۔۔۔ اس سے پیار کروا لینا۔" اس نے مذاق کیا تھا مگر سوید برا مان کر تپ اٹھا۔

"شٹ اپ۔" تپ کر کہتے ہوئے وہ فوراً کمرے سے نکل کر باہر گاڑی کی طرف بڑھ گیا تھا جبکہ عبیرہ ہنستے ہوئے فضیلی کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

میرج ہال میں جس وقت وہ اپنے خاندان والوں کے درمیان گھرا خود کو عقد ثانی کے لیے تیار کر رہا تھا' عبیرہ کی آنکھ کے آنسو اسے تڑپا گئے' ڈھیروں مہمانوں کے بیچ وہ اسٹیج کے قریب بیٹھی جیسے اپنا ضبط

www.pkdigest.com

آزمانے کی کوشش کر رہی تھی۔

سوید سے رہا نہ گیا تو اٹھ کر اس کے قریب چلا آیا۔

"بیبی۔۔۔ تم رو رہی ہو؟"

"نہیں تو۔"

"جھوٹ مت بولو دیکھو اگر تم راضی نہیں ہو تو میں ابھی۔۔۔" وہ مضطرب تھا۔ عبیرہ آنسو چھپاتی زبردستی مسکرا دی۔

"پاگل مت بنو۔۔۔ میں ٹھیک ہوں جاؤ سب ادھر ہی دیکھ رہے ہیں۔" اپنے ہاتھ اس کی گرفت سے نکالتے ہوئے اس نے بمشکل سوید کو پیچھے دھکیلا تھا' جس پر راحیل جعفری صاحب جو اپنے کسی دوست سے باتوں میں مگن تھے' پہلو بدل کر رہ گئے تھے اندر کمرے میں دل آویز جعفری نڈھال ہوش و حواس سے بے گانہ پڑی تھی اور مسز عقیل کے آنسو رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے

"آنٹی۔۔۔ میرا خیال ہے' ہمیں موی کو ابھی مزید کچھ وقت دینا چاہیے تھا۔"

"نہیں بیٹے۔۔۔ ڈاکٹر کے مطابق اس کی فوری شادی بے حد ضروری ہے۔"

"مگر۔۔۔"

"اللہ سب بہتر کرے گا مریم۔۔۔ تم کسی طرح اس کا ذہن اس طرف بناؤ پلیز۔"

"ٹھیک ہے میں کوشش کرتی ہوں۔"

تھکن اور ان دیکھے درد کی آمیزش نے اس کا لہجہ بھاری بنا دیا تھا۔ مسز عقیل قدرے مطمئن سی کمرے سے نکل گئیں۔ سوید نے الجھے دل و دماغ کے ساتھ نکاح نامے پر سائن کیے تھے اور پھر جبراً مسکرا کر سب سے نکاح کی مبارک باد وصول کی' اس دوران اس نے نہ تو دلہن کو دیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا' نہ اس معاملے میں اس کی کوئی دلچسپی سامنے آسکی' نکاح کے بعد کھانے کا دور چلا تو وہ عبیرہ کو لے کر میرج ہال سے نکل آیا چپکے سے۔

"بس اب تو خوش ہو نا عبیرہ۔۔۔ میں نے بانٹ دیا خود کو دو حصوں میں۔"

"نہیں کاغذ کے اس جبری تعلق کو میں کوئی اہمیت نہیں دیتی تم میرے ہو اور زندگی کی آخری سانس تک صرف میرے ہی رہو گے۔"

سوید کا بازو' اپنے بازوؤں کی گرفت میں لیے اس نے آہستہ سے اپنے ہونٹ اس کی ٹھوڑی سے ٹچ کیے تھے۔ سوید جیسے بے جان سا گاڑی میں آ بیٹھا۔

"یہ یقین ہمیشہ قائم رکھنا عبیرہ' کیونکہ جس دن تمہارے اور میرے بیچ ذرا سی بھی غلط فہمی آئی اسی دن میں مر جاؤں گا۔"

"پاگل ہو گئے ہو۔۔۔؟" تڑپ کر کہتے ہوئے عبیرہ نے اپنا ہاتھ اس کے منہ پر رکھ دیا تھا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں عبیرہ۔۔۔ میری سانسیں تم سے جڑی ہیں تم میرے وجود' میرے سارے جذبوں کی مالک ہو۔ بہت پیار کرتا ہوں میں تم سے۔ یہ زندگی اگر خوب صورت ہے تو صرف تمہارے دم سے۔۔۔ ممّا کے بعد تم دوسری عورت ہو' جو مجھے اپنی جان سے بڑھ کر پیاری ہے۔" وہ جذباتی ہو رہا تھا۔ عبیرہ نے محبت پاش نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے اس کا سر اپنے سینے سے لگا لیا۔

"تم بھی میرا ایمان ہو سوید۔۔۔ زندگی کی آخری سانس تک میری وفا تمہاری ہمسفر رہے گی۔" سوید کی آنکھوں کی نمی اسے بھی رلا گئی تھی۔

☆ ☆ ☆

تکیہ بانہوں میں دبائے' بیڈ پر آڑھا ترچھا لیٹا وہ گہری نیند میں غرق تھا' جب موی دبے پاؤں اس کے کمرے میں چلی آئی' نیچے آسیہ بیگم اور مریم ناشتے کی تیاری کر رہی تھیں اس نے تفصیلی نگاہوں سے آزر کا جائزہ لیا' وہ پہلے سے قدرے کمزور ہو گیا تھا۔

کتنے افسوس کی بات تھی کہ وہ لندن سے اس کے لیے کوئی تحفہ نہیں لایا تھا۔ وہ دکھ کی انتہا پر تھی۔ اس وقت اسے کچھ اور نہ سوجھا تو فریج سے ٹھنڈے پانی کی

بوتل نکال کر پوری کی پوری اس پر انڈیل دی۔ وہ جو گہری نیند میں تھا اس اچانک افتاد پر بڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔

"تم..." نگاہ اس کے مسکراتے چہرے پر پڑتے ہی اس کی آنکھیں پوری کی پوری کھل گئی تھیں۔

"جی جناب... اسلام علیکم اینڈ صبح بخیر۔" دونوں ہاتھ سینے پر باندھتے ہوئے اس نے اسے چڑایا تھا۔ جب وہ گہری سانس بھر کر اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

"کسی کو گہری نیند سے جگانے کا یہ کون سا طریقہ ہے۔"

"بہت زبردست طریقہ ہے تمہیں کیا پتا پاکستان میں یہ طریقہ کتنا کامیاب ہے؟" مزے سے کہتے ہوئے وہ اس کی اسٹڈی ٹیبل پر ٹک گئی تھی۔ آزر اسے دیکھ کر رہ گیا۔

"تم انتہائی بدتمیز... اور بے وقوف لڑکی ہو۔"

"اور تمہارا اپنے بارے میں کیا خیال ہے؟" وہ کہاں اس کے رعب میں آنے والی تھی۔ آزر بستر چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"اپنے گھر میں سکون نہیں ہے تمہیں... جو ہر لمحہ ادھر ہی رہتی ہو۔"

"تمہیں کیا تکلیف ہے۔ میری خالہ کا گھر ہے جب دل چاہے آؤں جاؤں تمہیں کیا؟"

"بہت بولنا آگیا ہے اچھی تیز تیکھی ہے یہاں آکر۔" اسے برا لگا تھا۔ موی اسے منہ چڑا کر رہ گئی۔

اگلے تین چار روز وہ عینی کے ساتھ کام میں بے حد مصروف رہا تھا۔ موی کا بس نہ چلتا تھا کہ عینی کو شوٹ کر ڈالتی جو لندن کے بعد پاکستان میں بھی اس کے گلے کا ہار بن کر رہ گئی تھی۔ اس وقت بھی وہ اس کے ساتھ گھر کے لان میں بیٹھا کسی ضروری امور پر ڈسکس کر رہا تھا، جب وہ مریم کے ساتھ اسلامک اکیڈمی سے واپسی پر اس طرف چلی آئی۔

"مریم... تم مانو نہ مانو تمہارا یہ بھائی ضرور اسی عینی چڑیل سے شادی کرے گا۔" وہ جلی تھی۔ مریم مسکرا دی۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے یار وہ صرف بھائی کی اچھی دوست ہے اور بس۔"

"ہاں... تم تو یہی کہو گی... آخر ہو نا بھائی کی چمچی۔"

"ہاہاہا پاگل ہو تم اور کچھ نہیں۔" مریم ہنسی تھی۔ وہ تیز تیز چلتی لان کراس کر گئی آزر کی پر شوق نگاہوں نے دور تک اس کا پیچھا کیا۔

تقریباً پندرہ منٹ کے بعد وہ لان سے اٹھ کر اندر آیا تو وہ آسیہ بیگم کے پاس بیٹھی مزے سے ڈونٹ کھا رہی تھی۔ وہ پر شوق نگاہوں سے اسے دیکھتا وہیں بیٹھ گیا۔

"تم پھر آگئیں... آخر نہیں ہے نا سکون اپنے گھر میں۔" وہ اسے تنگ کرنے سے باز آنے والا نہیں تھا۔ موی کلس کر رہ گئی۔

"اپنے شوق سے نہیں آئی... تمہاری بہن زبردستی کھینچ کر لائی ہے۔"

"اچھا... یقیناً سارے گھر کی صفائی کرانی ہوگی یا پھر کپڑے دھونے ہوں گے۔ کل سے کام والی بھی [illegible] میرا کمرہ صاف [illegible] خراب ہو رہا ہے۔"

"منہ دھو رکھو... اور خود کرو یہ سارے کام فضول لوگوں سے گپ شپ میں جو قیمتی وقت برباد کرتے ہو اسے بھی مفید بھی بنایا کرو۔" غصے میں ناک چڑھا کر بولتی وہ اسے بے حد اچھی لگی تھی۔ آسیہ بیگم مسکرا کر اٹھتے ہوئے کچن کی طرف بڑھ گئیں۔

"مریم... میں ذرا مارکیٹ تک جا رہا ہوں عینی کے ساتھ... واپسی پر املی کا شربت بنا کر رکھنا۔" فوراً سنجیدہ ہو کر وہ مریم سے مخاطب ہوا تھا۔ موی کی جلن مزید بڑھ گئی۔

"اللہ کرے تم اسے چھوڑنے جاؤ اور تمہارا ایکسیڈنٹ ہو جائے... جس میں وہ اسٹوپڈ لڑکی مر جائے۔"

"موی... پاگل ہو گئی ہو؟"

اس کے دبے دبے لہجے کی بد دعا پر مریم نے دہل کر اس کی طرف دیکھا تھا۔ جب وہ ضبط کرتے ہوئے

بولی۔

"ابھی تو نہیں ہوئی مگر تم دیکھ لینا... تمہارا یہ بھائی ایک دن ضرور مجھے پاگل کر کے چھوڑے گا۔" آزر کمرے سے نکل چکا تھا۔ مریم محض افسوس سے اسے دیکھ کر رہ گئی۔

☼ ☼ ☼

"مریم... کیا آزر واقعی عینی سے محبت کرتا ہے؟" اس روز اکیڈمی جاتے ہوئے موی نے مریم سے پوچھا تھا۔ جب وہ بولی۔

"نہیں... میرا نہیں خیال کہ ایسا کچھ ہے۔"

"کیوں... تم اتنے وثوق سے کیسے کہہ سکتی ہو؟" وہ بے چین تھی، مریم اسے دیکھ کر رہ گئی۔

"عینی بھائی سے بات کر رہی تھی کہہ رہی تھی وہ تم سے بہت پیار کرتی ہے آزر، خیال کیا کرو اس کا... اس سے مجھے پتا لگا کہ بھائی کی زندگی میں وہ نہیں ہے۔"

"لندن میں [illegible] ایسے پھر وہ کون ہے جس کی وہ سفارش کر رہی تھی یہ تو مجھے پتا ہے کہ وہ میری سفارش کسی صورت نہیں کر سکتی کیونکہ میرا اس سے اب تک بہت غلط ہی رہا ہے۔"

"یہ تو اب وہی جانے... مگر یہ ہے کہ بھائی کسی نہ کسی سے محبت کرتے ضرور ہیں۔"

"کیسے... میرا مطلب ہے تمہیں کیسے پتا؟"

"ابھی پرسوں پتا چلا ہے، جب میں انہیں شام کے بعد چائے دینے گئی، بھائی کے ہاتھ میں کسی لڑکی کی تصویر تھی اور وہ اکیلے میں اس سے باتیں کر رہے تھے، میں گئی تو جلدی سے تصویر ڈائری میں چھپا کر رکھ دی... جہاں تک میرا خیال ہے وہ کوئی لندن کی لڑکی ہی ہے، کیونکہ بھائی کے سیل پر آنے والی زیادہ تر کالز لندن کی ہی ہوتی ہیں۔"

"ہائے نہیں مریم... میرے ہوتے اگر کسی نے میرے حق پر ڈاکہ ڈالا تو میں اس کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دوں گی۔" وہ جذباتی ہوئی تھی، مریم نے نظر پھیری۔

"بس رہنے دو... دلوں کی سلطنت غنڈہ گردی سے نہیں جیتی جاتی اس معاملے میں صرف عاجزی چلتی ہے۔"

"تمہارے بھائی کا دل عاجزی سے قابو میں آنے والا نہیں ہے، اچھا۔" وہ چڑی تھی۔ مریم خفا ہو گئی۔

"ایک تو تم فتوے بڑی جلدی جاری کر دیتی ہو، ذرا جو کسی کی بات سمجھ میں آجائے تمہارے۔"

"مجھے نہیں سمجھنی ایسی کوئی بات جس سے اسے مزید اکڑنے کا موقع ملے، ایک تو پہلے ہی اس کی گردن میں خم نہیں ہے اوپر سے تم مجھ سے منتیں کروا رہی ہو، بابا مجھے تمہاری یہ نادر رائے منظور نہیں۔" وہ بلند سوچ کی مالک تھی۔ مریم منہ پھیر کر اپنی جماعت کی طرف بڑھ گئی۔

آزر کا آئی ڈی کارڈ اور اے ٹی ایم کارڈ اکٹھے گم ہو گیا تھا، سارا گھر چھان مارا مگر کہیں سے وصول یابی نہ ہو سکی... تبھی اس نے مریم سے پوچھ تاچھ کی تھی مگر وہ صاف مکر گئی، یہ کہہ کر کہ بھائی میں تو آپ کے کمرے میں جاتی ہی نہیں ہوں۔

"پھر... جن اٹھا کر لے گئے یا انہیں پاؤں لگ گئے۔"

اس کا غصہ کم نہیں ہوا تھا۔ مریم کو یاد آگیا کہ صبح اس کے آفس جانے کے بعد موی وہاں آئی تھی۔ تبھی وہ بول اٹھی تھی۔

"بھائی... صبح موی یہاں آئی تھی شاید اس نے ادھر ادھر رکھ دیے ہوں۔" موی کی شرارتیں بہت بڑھ گئی تھیں۔ آزر آج اسے رعایت دینے کے موڈ میں نہیں تھا۔

"او کے... فوری بلا کر لاؤ اسے۔" موی بلیک میکسی میں بنی سنی تیار کہیں جانے کو پر تول رہی تھی جب آزر کے بلاوے پر بنا کسی ہچکچاہٹ کے اس کے حضور پیش ہو گئی۔

"کہاں جا رہی ہو؟" اسے بنے سنورے دیکھ کر وہ

www.pkdigest.com

اپنا مسئلہ فوری بھول ہی گیا۔ مریم کا دل من ہی من میں بے تحاشا ہنسنے کو چاہ رہا تھا مگر وہ ضبط کیے رہی۔

"ایک فرینڈ کی برتھ ڈے پارٹی ہے' وہیں جا رہی ہوں' کیا یہی پوچھنے کے لیے بلایا ہے؟"

"جی نہیں.... میرا آئی ڈی کارڈ اور اے ٹی ایم کارڈ کہاں ہے؟"

"مجھے کیا پتا.... مجھے تو نہیں پکڑائے تھے۔"

"موی میں اس وقت ٹینشن میں ہوں' مجھے تنگ مت کرو۔" وہ شدید غصے میں تھا۔ موی ٹھٹک کر رہ گئی۔

"جو سچ ہے میں وہی کہہ رہی ہوں۔"

"او کے.... پھر تو میرے ساتھ۔" لپک کر آگے بڑھتے ہوئے اس نے موی کا بازو تھاما اور اسے زبردستی اپنے ساتھ گھسیٹتا اوپر کی بالائی منزل پر لے آیا۔ موی اس وقت اس کا موڈ سمجھنے سے قطعی قاصر تھی۔ وہ ٹیرس کے قریب آیا اور اس سے پہلے کہ موی اس کا ارادہ جانتی' اس نے اسے بازوؤں سے پکڑ کر ٹیرس سے نیچے لٹکا دیا۔ وہ چیخی تھی اور اس کا دل سینے میں خشک پتے کی مانند کانپ کر رہ گیا تھا۔

"اب بولو مجھے تنگ کرنے سے باز آؤ گی یا نہیں۔"

"آزر...." وہ خوف سے چیخ رہی تھی مگر وہ بے نیاز تھا۔

"میرے کارڈ واپس کرتی ہو یا پھینک دوں نیچے....؟"

"آزر...." موی کا لہجہ خوف اور دکھ سے پھٹ رہا تھا۔ وہ جیسے آزر کی کوئی بات نہیں سن پا رہی تھی' مریم بھاگتے ہوئے اوپر آئی تھی اور پھر سامنے کا منظر دیکھ کر وہ بھی پریشان ہو گئی' موم کے سانچے میں ڈھلی اس کی وہ پیاری سی کزن "آزر عباس" کے دو مضبوط بازوؤں کے سہارے فضا میں لٹکی ہوئی تھی۔

"بھائی.... یہ کیا کر رہے ہیں؟" وہ پریشان سی اس کے قریب آئی تھی جب وہ بولا۔

"تم چپ رہو مریم.... اسے اس کی شیطانیوں کی سزا ملنی چاہیے۔" موی کا رنگ اب سفید پڑ رہا تھا' آزر کو نا چاہتے ہوئے بھی اسے واپس کھینچنا پڑا۔

"بولو.... باز آؤ گی اپنی حرکتوں سے کہ نہیں؟"

وہ ذرا سا نرم پڑا تھا۔ موی سے اپنی سانسیں درست کرنا دشوار ہو گیا۔

"موی.... تم ٹھیک ہو؟" مریم پریشانی سے آگے بڑھی تھی مگر موی نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔ وہ اب رو رہی تھی۔ آزر عباس کی ٹینشن مزید بڑھ گئی۔

"تو تم اپنی فضول حرکتوں سے باز نہیں آؤ گی؟"

"شٹ اپ.... مجھے نہیں پتا تھا کہ میں تمہارے لیے اتنی سستی ہوں.... خبردار جو کبھی دوبارہ مجھے چھونے کی کوشش کی تو۔"

اس کی بھیگی آنکھوں میں جیسے آگ دہک رہی تھی۔ آزر کچھ دیر اسے سنجیدگی سے دیکھتا واپس پلٹ گیا تھا۔ جبکہ مریم اب اس کی دہکتی ہوئی آگ کو سرد کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

ٹی وی لاؤنج میں ٹیلی وژن فل آواز کے ساتھ چل رہا تھا۔ جبکہ وہ اس کے سامنے بیٹھی جیسے وہاں ہوتے ہوئے بھی وہاں نہیں تھی۔

وہ چھوٹی سی تھی جب اس کی ماں زبردستی اس کے پاپا سے ڈائیورس لے کر علیحدہ ہو گئی' قرۃ العین کے لیے وہ وقت زندگی کا سب سے کٹھن وقت تھا مگر پھر اس سے بھی برا وقت تب آیا جب اس کے پاپا نے بھی دوسری شادی کر لی' وہ جیسے اپنے ہی گھر میں ایک فالتو شے کی حیثیت اختیار کر گئی تھی' ایسے میں آزر کی فیملی اور دوستی نے اسے بہت سہارا دیا تھا' وہ جو مایوسیوں اور غموں کے حصار میں قید ہو چلی تھی' آزر کے ساتھ نے اسے دوبارہ زندگی کی طرف واپس کھینچ لیا۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ جیسے اس کی فیملی کا حصہ بنتی چلی گئی تھی اسے اس تنہائی اور وحشت کا احساس ہی نہ رہا' جو کچھ روز پہلے اسے دیمک کی طرح چاٹ رہا تھا۔ وہ پھر سے جینے لگی تھی۔

اس روز بھی آزر اپنے سارے کام التوا میں ڈال کر'

اس کی سالگرہ دھوم دھام سے منانے کے لیے گھر کا کونا کونا سجا رہا تھا۔ موی ہر بات سے بے خبر اس روز اکیلی ہی اکیڈمی گئی تھی۔ جبکہ مریم نے گھر میں کام کا بہانہ بنا کر چھٹی کر لی۔ وہ اکیڈمی سے واپس آئی تو آزر' مریم کے ساتھ مل کر ہال کمرے کی سجاوٹ کر رہا تھا۔ وہ ذرا سی حیران ہوئی تھی۔ کہاں تو اس کی اتنی مصروفیت کہ سر کھجانے کو ٹائم نہیں' اور کہاں اب مکمل فرصت سے بچوں کی طرح دیواروں پر رنگا رنگ ربن لگا کر وہاں غبارے باندھ رہا تھا۔ اسے یاد آیا' وہ لندن میں صرف اس کی سالگرہ کے روز ایسا اہتمام کیا کرتا تھا۔ مہمانوں کو مدعو کرنے کے ساتھ ساتھ گھر کو سجانا اور سنوارنے سے لے کر مزے مزے کے پکوان تیار کرنے میں بھی وہ ہمیشہ سب سے آگے رہا کرتا تھا۔ موی چاہ کر بھی ان دنوں کو بھلا نہیں پا رہی تھی جب وہ صرف اور صرف اس کا تھا۔ وہ آگے بڑھی تھی اور مریم کے قریب آ کھڑی ہوئی تھی۔

"کیا ہو رہا ہے.... کوئی آ رہا ہے کیا؟"

"ارے.... تمہیں نہیں پتا؟ آج عینی کی سالگرہ ہے اور آزر بھیا اسے سرپرائز دینا چاہ رہے ہیں۔"

مریم کیک سجانے میں مصروف تھی وہ دیکھ ہی نہیں سکی کہ اس کے الفاظ نے موی کے چہرے پر کیا اثر ڈالا ہے' آزر اب میز سے کود کر اس کے مقابل آ کھڑا ہوا تھا۔

"تم نے عینی کے لیے کوئی گفٹ وغیرہ خریدا ہے کہ نہیں؟"

کتنی فکر تھی اسے عینی کی خوشی اور پذیرائی کی.... موی کے اندر جیسے دھواں سا بھر گیا۔

"نہیں۔"

"کیوں.... اپنے لیے تو بڑی کونشس رہتی ہو' کبھی دوسروں کی خوشی کا خیال بھی کر لیا کرو۔"

"دوسروں کی خوشی کا خیال رکھنے کے لیے تم کافی ہو آزر عباس۔" اسی کے انداز میں تپ کر جواب دیتے ہوئے وہ پھر وہاں ٹھہری نہیں تھی جبکہ آزر عباس اس کی بھیگی پلکوں کا تصور کر کے مسکرا دیا تھا۔

"یہ ٹھیک نہیں ہے بھائی' آپ کو پتا بھی ہے کہ وہ آپ سے کتنا پیار کرتی ہے' پھر بھی آپ اسے دکھ دینے سے باز نہیں آتے کیوں؟"

"مزا آتا ہے ڈیئر سسٹر.... تمہیں کیا پتا وہ روٹھ کر کتنی اچھی لگتی ہے۔" وہ اب بھی مسکرا رہا تھا۔ مریم اسے دیکھ کر رہ گئی۔

"موی ٹھیک کہتی ہے۔ آپ واقعی بہت بے حس ہیں۔"

کیک کی سجاوٹ کا کام ادھورا چھوڑ کر وہ بھی وہاں سے واک آؤٹ کر گئی تھی تاہم آزر' موی کی متوقع ناراضی کا سوچتے ہوئے دیر تک لطف اٹھاتا رہا۔

☆ ☆ ☆

اس روز بہت بارش ہوئی تھی۔

رات بھر وقفے وقفے سے بارش کا سلسلہ جاری رہا تھا۔ دل آویز ہاسپٹل سے گھر شفٹ ہو چکی تھی لہٰذا نقیب جعفری اب اس کی رخصتی کا سوچ رہے تھے' اسی مقصد کے لیے راحیل جعفری کی شہر آمد پر ایک عرصے کے بعد وہ ان کے گھر فضیلہ بی کے مقابل آئے تھے۔

برستی بارش میں بھیگے در و دیوار حسرت سی تکتی ان کی آنکھوں میں عجیب سی خاموشی تھی۔

جوانی میں وہ عورت کیا تھی اور اب.... وقت سے پہلے بڑھاپے نے اس خوب صورت سراپے والی عورت کا کیا حشر کر دیا تھا کہ سالوں کی چیخیں ان کی آنکھوں سے باہر آتی تھیں۔ وہ ہال کمرے میں بیٹھی بارش کو دیکھ رہی تھیں جب ان کے قدم اس کمرے کی دہلیز پر پڑے تھے اور پھر.... جیسے وجود پتھر کا ہو گیا تھا۔

بارشوں کے موسم میں
تم کو یاد کرنے کی عادتیں پرانی ہیں
اب کی بار سوچا ہے
عادتیں بدل ڈالیں
پھر خیال آیا کہ

www.pkdigest.com

عادتیں بدلنے سے بار نہیں رکھتیں!

"عقیل ۔۔۔" فضیلہ بی کی نگاہ ان پر پڑی تھی اور لب جیسے پھڑپھڑا کر رہ گئے تھے۔

اس نے چھو کر مجھے پتھر سے پھر انسان کیا
مدتوں بعد میری آنکھ میں آنسو آئے

وہ سست روی سے قدم اٹھاتے ان کی طرف آئے تھے۔

"کیسی ہو فضیلہ۔۔۔؟"

"پتا نہیں ۔۔۔ بس ایک بے نام اداسی سی ہے جو کسی لمحہ پیچھا نہیں چھوڑتی ۔۔۔ ایک خلش ہے عقیل! جو کسی پل سکون سے جینے نہیں دیتی۔ تم اعلا ظرف ہو معاف کر دو مجھے پلیز۔" ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری تھیں۔ عقیل جعفری نے بے ساختہ رخ پھیر لیا۔

"کس بات کی معافی مانگ رہی ہو ۔۔۔ اپنے قانون ہوتے ہیں محبت کے اور سزا میں بھی ۔۔۔ میں تو اب وہ سزا پوری بھی کر چکا۔" ان کی آواز بھاری ہوئی تھی۔ فضیلہ بی کی آنکھوں سے کئی قطرے ایک ساتھ پھسل کر چہرے کو بھگو گئے۔

"گھر والے کہاں ہیں؟" فوراً سے پیشتر سنبھالا تھا انہوں نے خود کو جب وہ بولیں۔

"کہیں باہر گئے ہیں سوید اور عبیرہ بیٹی اوپر ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ پھر میں چلتا ہوں، راحیل بھائی آئیں تو میرا پتا بتانا اور کہنا کہ سوید اور دل آویز کی باقاعدہ شادی کی تیاری کر لے۔"

"عقیل ۔۔۔"

"ہوں۔" فضیلہ بی کے پکارنے پر وہ جیسے چونکتے ہوئے ان کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔

"عقیل ۔۔۔ سوید میری بیٹی کی محبت ہے میری عبیرہ بہت چاہتی ہے اسے ۔۔۔" وہ بے قراری سی بولی تھیں اور عقیل جعفری جیسے پھر سے شاکڈ رہ گئے تھے۔

"کیا کہہ رہی ہو فضیلہ؟"

"وہی جو سچ ہے۔" انہیں جیسے بہت جلدی تھی، عقیل جعفری کتنی ہی دیر تک حیران حیران سی پشیمان نگاہوں سے ان کی طرف دیکھتے رہ گئے تھے۔ باہر بارش پھر زور پکڑ گئی تھی! اگلی صبح عبیرہ اپنی ماں کو "صبح بخیر" کہنے کے لیے ان کے کمرے میں آئی تو گرم بستر میں فضیلہ بی کا صرف جسم پڑا تھا روح نہیں تھی۔

وہ روئی تھی بلک بلک کر روئی تھی مگر ۔۔۔ اس کے آنسو بھلا اس کی ماں کو کہاں واپس لا سکتے تھے۔ رات کے کسی پہر فالج کے دوسرے شدید اٹیک نے ان کے جسم کے بائیں طرف والے حصے کو مفلوج کر دیا تھا۔

راحیلہ یوں سن ہو کر رہ گئی تھیں جیسے ان کا دنیا میں کچھ باقی بچا ہی نہ ہو، جبکہ سوید ۔۔۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اپنی زندگی کی ان دو عزیز ہستیوں کا غم کیسے بانٹے؟

چار ماہ اسی غم نے چاٹ لیے ۔۔۔ سوید کے ساتھ دل آویز کی رخصتی پھر التوا میں پڑ گئی، وہ قطعی کسی نئی ذمہ داری کو قبول کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھا جبکہ عبیرہ سے اس کا تعلق بھی، عبیرہ کی پریگننسی کے باعث منظر عام پر آ چکا تھا۔ حالات مختلف ہوتے تو شاید راحیل جعفری صاحب غدر مچا دیتے مگر ۔۔۔ عجیب سی سوگواری کے اس ماحول میں، عبیرہ پر انگلی اٹھنے سے قبل ہی اس نے انہیں سب کچھ صاف صاف بتا کر، کچھ کہنے کے لائق نہیں چھوڑا تھا۔

ادھر عقیل جعفری نے فضیلہ بی کی موت کی خبر بڑے حوصلے سے سنی تھی مگر یہ حوصلہ اندر ہی اندر انہیں کھانے لگا تھا، اسی لیے فضیلہ بی کی وفات کے ٹھیک چار ماہ بعد ۔۔۔ سوید کے لاکھ پاؤں پٹخنے کے باوجود دل آویز کی رخصتی طے کر دی گئی۔

رات بھر جاگنے اور ٹینشن کا شکار رہنے کے سبب اس کے سر میں شدید درد تھا اور پورا جسم جیسے ہلکے ہلکے بخار کی لپیٹ میں آیا ہوا تھا۔ پورا دن عبیرہ کے ناز اٹھانے کے بعد شام ڈھلے، وہ ضد کر کے بے حد سادگی کے ساتھ، راحیل جعفری کی ہمراہی میں عقیل منزل کی طرف آیا تھا، جس کے شاندار در و دیوار سے چھلکتی عجیب سی وحشت نے اس کا بڑا پرتپاک استقبال کیا تھا۔

☆ ☆ ☆

قرۃ العین عرف منی کی سالگرہ اس کی شرکت کے بغیر بھی بہت شاندار رہی تھی۔

تقریب ابھی شروع بھی نہیں ہوئی تھی کہ مریم اسے شرکت کے لیے بلانے چلی آئی۔ مگر وہ جو اندر سے لہولہان ہو رہی تھی اسے مریم کا یہ بلاوا جلتی پر تیل کا کام لگا تبھی اسے بے رخی سے انکار کر کے کمرہ بند کر کے بیٹھ گئی۔ جانے کیوں اس وقت اس کا دل شدت سے رونے کو چاہ رہا تھا۔ اگر منی وہ لڑکی نہیں تھی جسے آزر چاہتا تھا تو پھر وہ اس پر اتنا مہربان کیوں ہو رہا تھا۔ کیوں اتنی اہمیت دے رہا تھا اسے ۔۔۔ سوچ سوچ کر اس کا سر درد سے پھٹنے لگا تھا۔

اسے ہر لمحہ انتظار رہا کہ وہ اسے بلانے آئے گا مگر ۔۔۔ اس کا انتظار انتظار ہی رہا اور تقریب ختم بھی ہو گئی۔ اسے پتا ہی نہ چل سکا کہ وہ کتنی دیر سر گھٹنوں میں دیے روتی رہی تھی۔ مسز عقیل تقریب کے اختتام کے بعد اسے دیکھنے لگیں تو آزر بھی ان کے ساتھ ہی چلا آیا۔

"آنٹی ۔۔۔ موی نے کھانا نہیں کھایا، پلیز اسے کھانا کھلا دیجیے گا۔"

"لیکن ۔۔۔ وہ تو اب تک سو چکی ہو گی۔"

"آج وہ اتنی جلدی نہیں سو سکتی۔ خیر میں دیکھتا ہوں۔"

کچھ سوچ کر کہتے ہوئے وہ سرعت سے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا تھا۔ موی کا کمرہ اس کی توقع کے برخلاف لاکڈ نہیں تھا، وہ جانتا تھا کہ اسے موی کو کیسے کھانا کھلانا ہے۔ مگر ۔۔۔ اس وقت اس کی جان پر بن گئی جب اس نے کمرے کے وسط میں موی کو اپنا پیٹ پکڑے درد سے تڑپتے ہوئے دیکھا۔ بجلی کی سرعت سے وہ اس کی طرف لپکا تھا۔

"موی۔"

"آزر ۔۔۔ آزر مجھے بچاؤ، میں ابھی مرنا نہیں چاہتی۔"

اس کا چہرہ اس وقت عجیب ہو رہا تھا۔ آزر کو لگا جیسے اس کی ہاتھوں سے جان نکل گئی ہو۔

"او مائی گاڈ ۔۔۔ کیا کیا ہے تم نے اپنے ساتھ کیا کھایا ہے؟" موقع کی نزاکت کا احساس کیے بغیر وہ دھاڑا تھا۔ مگر موی بند ہوتی آنکھوں کے ساتھ اسے کوئی جواب نہ دے سکی۔ تب وہ اسے اپنے مضبوط بازوؤں میں اٹھا کر نیچے کی طرف بھاگا تھا، مسز عقیل ابھی کچن میں موی کے لیے کھانا نکال رہی تھیں، ان کی نظر آزر پر پڑی تو ہاتھ سے کھانے کی ٹرے چھوٹ کر گر پڑی۔

"آزر ۔۔۔ کیا ہوا میری بچی کو۔"

"پتا نہیں آنٹی ۔۔۔ شاید اس نے کچھ کھا لیا ہے۔ پلیز جلدی میرے ساتھ آئیں۔" گاڑی باہر کھڑی تھی وہ سرعت سے موی کو گاڑی کی پچھلی سیٹ پر لٹا کر بیٹھ گئیں اور دھم مچاتے دل کے ساتھ مسز عقیل کے گاڑی میں بیٹھتے ہی بنا کسی کو اطلاع دیے گاڑی بھگا لے گیا۔ مسز عقیل کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو رہے تھے بار بار موی کا منہ چومتے ہوئے وہ رو رہی تھیں جبکہ آزر کا دل اسے کچھ ہو جانے کے تصور سے ہی پھٹ رہا تھا۔ اس کا بس نہ چلتا تھا کہ گاڑی کسی درخت سے ٹکرا کر اپنا وجود ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتا۔

زندگی میں پہلی بار اس نے ٹریفک سگنل کے قوانین کو توڑا تھا۔ گاڑی کو سڑک پر دوڑانے کی بجائے ہوا میں اڑاتے ہوئے وہ ہاسپٹل پہنچا تھا اور وہاں ڈیوٹی پر موجود ڈاکٹرز کو غیر حاضر پا کر دیگر عملے پر برس پڑا تھا۔ اس کا بس نہ چلتا تھا کہ سب کو گریبان سے پکڑ کر زبردستی ایمرجنسی روم میں دھکیل دیتا۔ یہ کیسا امتحان

زخم کو ضد تھی مسیحائی سے
فوزیہ یاسمین
قیمت ۔۔۔ /250 روپے
منگوانے کا پتہ
مکتبہ عمران ڈائجسٹ
37- اردو بازار، کراچی۔

www.pkdigest.com

تھا محبت کا کہ جسے جلا کر، بستا کر وہ لطف سمیٹتا تھا اب وہی زندگی اور موت کی کشمکش میں تھی تو جیسے وہ دیوانہ ہو کر رہ گیا تھا۔ صحیح معنوں میں اسے ابھی احساس ہوا تھا کہ وہ اس کے لیے کتنی قیمتی تھی؟

جانے یہ ایک ماں کی دعاؤں کا اثر تھا کہ محبوب کی بروقت کوششوں کا جو وہ موت کو شکست دے کر زندگی کی طرف واپس پلٹ آئی تھی۔ ڈاکٹرز کے مطابق اس نے جو بے مار ادویات پھانکی تھیں، جس سے اس کا معدہ چھلنی ہونے کا خدشہ تھا۔ اس کا زندہ بچ جانا ایک طرح سے معجزہ ہی خیال کیا جا رہا تھا۔ جب تک وہ ایمرجنسی وارڈ میں رہی، آزر کو اپنی جان سولی پر لٹکی محسوس ہوتی رہی، اس دوران اس نے نہ تو کسی کا فون سنا، نہ ایک پل کے لیے بھی ہاسپٹل سے باہر گیا۔ جس وقت ڈاکٹرز نے اسے موی کی زندگی خطرے سے باہر ہونے کی نوید سنائی، وہ پلکیں موندے، سر دیوار سے ٹکائے بینچ پر بیٹھا تھا۔ اس کی زندگی کی نوید سننے کے بعد اسے زندگی اپنے اندر دوڑتی محسوس ہوتی تھی۔

ڈاکٹرز کے مطابق موی بے ہوشی میں مسلسل اپنی ماں اور باپ کے ساتھ آزر کو پکارتی رہی تھی۔ اس کے کمرے میں شفٹ ہونے کے بعد آزر نے گھر فون کر کے اپنی ماما اور دیگر افراد کو اطلاع دی تھی۔ آسیہ بیگم کے ساتھ جس وقت مریم اور عینی نے کمرے میں قدم رکھا۔ وہ بے ہوش پڑی موی کا ہاتھ تھامے، بیڈ پر اس کے سرہانے بیٹھا تھا۔ عینی کے اندر بے چینی سی پھیل گئی۔

مریم اور آسیہ بیگم، موی کو چومتے ہوئے رو رہی تھیں، جبکہ اس نے آزر کے قریب جا کر اپنا ہاتھ اس کے مضبوط کندھے پر رکھا تھا۔

"اب کیسی طبیعت ہے موی کی؟"

"خطرے سے باہر ہے۔" آزر کے لہجے سے لگ رہا تھا جیسے اسے بولنا دشوار لگ رہا ہو۔ وہ وہیں کھڑی رہی۔

"ٹینشن مت لو آزر۔۔۔ اللہ نے چاہا تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔ انکل کو فون کیا ہے؟"

"نہیں۔۔۔ اس وقت انہیں پریشان کرنا مناسب نہیں۔" عقیل صاحب ملک سے باہر تھے اس لیے آزر نے انہیں اطلاع نہیں دی، ویسے بھی موی اب ہوش میں آ رہی تھی، آزر خاموشی سے اٹھ کر کمرے سے باہر نکل آیا۔ عینی بھی اس کے پیچھے ہی باہر آ گئی تھی۔

"کچھ پتا چلا کہ موی نے ایسا کیوں کیا؟"

"پتا کس سے چلتا ہے، میں جانتا ہوں کہ اس نے ایسا کیوں کیا۔" آزر کی آنکھیں ایسی لگ رہی تھیں جیسے جل رہی ہیں۔ عینی اس کے پہلو میں ٹک گئی۔

"میں کئی دنوں سے یہ بات محسوس کر رہی تھی آزر۔۔۔ کہ وہ ڈسٹرب ہے، شاید وہ تم سے بہت جنون خیز قسم کی محبت کرتی ہے۔"

"وہ بہت پاگل ہے عینی، میں بچپن سے جانتا ہوں اسے، مگر پاگل پن میں وہ کوئی ایسا احمقانہ قدم بھی اٹھا سکتی ہے، میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔" وہ پریشان تھا۔ عینی دیر تک اس کے پہلو میں بیٹھی اسے تسلیاں دیتی رہی تھی!

☆ ☆ ☆

"سوید بھائی!" ہلکی پھلکی کڑھائی کے سادہ سے پنک سوٹ میں تیار، بڑی سی سیاہ چادر میں لپٹی دل آویز جعفری رخصتی کے لیے تیار تھی جب وہ کسی کی پکار پر ٹھٹک کر رک گیا۔

"جی۔۔۔" فوراً پلٹ کر پیچھے دیکھتے ہوئے اس کی نگاہ بہت دل کش چہرے والی ایک خوب صورت سی لڑکی سے ٹکرائی تھی۔

"مم۔۔۔ میرا نام مریم ہے، مریم عباس۔۔۔ دل آویز کی بہن اور بہت اچھی دوست ہوں۔۔۔ آپ سے کچھ کہنا تھا۔"

"جی فرمائیے۔" بے گانگی لیے اس کے لہجے میں عجیب سا روکھا پن تھا۔ مریم عباس سے اپنا مدعا بیان کرنا مشکل ہو گیا۔

"وہ۔۔۔ میں آپ کو بتانا چاہتی تھی کہ۔۔۔ دل آویز

پاگل نہیں ہے۔۔۔ وہ صرف ایک صدمے کے حصار میں ہے، ڈاکٹرز کے مطابق، ماحول کا بدلاؤ اور ڈھیر ساری محبتیں اسے اس صدمے کے حصار سے نکال سکتی ہیں۔"

"تو۔" سوید کو ذرا برابر اس قصے سے دلچسپی نہیں تھی۔

"تو۔۔۔ تو آپ اس کا بہت خیال رکھیے گا، اسے بہت سارا پیار دیجیے گا، انکل نے اگر اس کے لیے آپ کا انتخاب کیا ہے تو یقیناً بہت سوچ سمجھ کر کیا ہو گا، وہ گوہر نایاب ہے، صدف ہے، اسے کبھی دکھ مت دیجیے گا پلیز۔" سامنے کھڑی خوب صورت لڑکی کی بھیگی پلکیں دیکھ کر وہ کہتے کہتے رہ گیا تھا۔

"ایسا ہی گوہر تھا تو گھر میں رکھتے، میری زندگی کیوں عذاب کر رہے ہو۔" مگر نہ کہہ سکا۔

"ٹھیک ہے اور کچھ؟"

"نہیں۔" آنسو پینے کی ناکام کوشش کرتی وہ لڑکی نفی میں سر ہلا کر فوراً واپس پلٹی تھی اور تقریباً بھاگتے ہوئے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر کسی کمرے میں گم ہو گئی تھی۔ سوید سر جھٹک کر بنا کسی سے ملے کمرے سے نکل آیا۔

تھکن سے بے حال، جس وقت وہ گھر واپس لوٹا، عبیرہ اس کے انتظار میں جلے پیر کی بلی کی مانند ادھر سے ادھر چکر لگا رہی تھی۔ دل آویز کو گاڑی سے راحیل جعفری صاحب باہر نکال کر گھر کے اندر لائے تھے، وہ یوں سرد اور گم صم تھی جیسے برف سے نکال کر لائی گئی ہو۔

راحیلہ بی ایک سرسری سی نگاہ اس پر ڈال کر اپنے کمرے میں قید ہو گئی تھیں ایسے میں راحیل جعفری صاحب کو مجبوراً سوید کو آواز دینی پڑی، جو اندر کمرے میں عبیرہ کے پاس بیٹھا اسے ڈھیروں وعدے اور تسلیاں تھما رہا تھا۔

"جی بابا۔" راحیل جعفری کی کڑک پکار پر وہ فوراً نیچے آیا تھا۔

"دل بیٹی کو کمرے تک تو لے جاؤ، یا یہ فرض بھی مجھے سرانجام دینا پڑے گا۔"

کوئی اور موقع ہوتا تو شاید وہ جواب میں کچھ کہتا مگر اس وقت تھکن سے بے حال وہ کچھ بھی کہنے سننے کی پوزیشن میں نہیں تھا لہٰذا خاموشی سے دل آویز کا ہاتھ تھام کر اسے اوپر اس کے لیے مخصوص کیے گئے کمرے میں لے آیا۔

"بیٹھ جاؤ آرام سے اگر بھوک لگے تو بتا دینا، کھانا لا دوں گا۔" اسے بیڈ پر بٹھا کر وہ پلٹ رہا تھا جب دل آویز جعفری سکڑ کر خود کو سمیٹتی، دونوں پاؤں بیڈ کے اوپر رکھ کر بیٹھ گئی وہ یوں خوف زدہ تھی جیسے جنگل سے پکڑ کر شیر کے چوراہے پر لا کر کھڑی کر دی گئی ہو۔ سوید سر جھٹک کر نا اس کا دیدار کیے کمرے سے نکل آیا تھا!

☆ ☆ ☆

رات عبیرہ کے اطمینان سے سو جانے کے بعد وہ بے دلی سے اٹھ کر دل آویز جعفری کے کمرے کی طرف آیا تھا۔ دروازہ آہستہ سے دھکیل کر جس وقت وہ کمرے میں داخل ہوا ٹھٹک کر رک گیا۔ دل آویز جعفری، کمرے میں ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی، عجیب دل چسپی سے آئینے کو دیکھ رہی تھی، خوبصورت نگاہوں میں عجیب سا خالی پن تھا، کسی بھی قسم کے داغ سے پاک، موم سے ڈھلا سرخ و سپید چہرہ، اپنے تیکھے نقوش کی تمام تر دل کشی کے ساتھ اسے مبہوت کر گیا تھا، چاکلیٹ کلر سنہری بال، شانوں پہ بکھرے، اسے دیومالائی حسن کی نگری کا باسی ثابت کر رہے تھے۔ وہ اتنی نازک اور خوب صورت تھی کہ سوید کو بے ساختہ اس کا پیکر مٹی کی بجائے موم اور کانچ میں ڈھلا محسوس ہوا تھا۔

وہ اس کی چچا زاد کزن تھی مگر عجیب اتفاق تھا کہ بچپن میں ایک دوبار سلام دعا کے علاوہ وہ اس سے کبھی نہیں ملا تھا۔ شاید یہ ددھیالی رشتہ داروں سے نفرت تھی یا کچھ اور کہ وہ کبھی اپنے دیگر کزنز سے بھی نہیں مل سکا تھا۔

سوید کو لگا اگر وہ اس کے نزدیک جائے گا تو یقیناً"

www.pkdigest.com

کانچ کا وہ مجسمہ ٹوٹ کر بکھر جائے گا۔ لہٰذا آج ہم سادہ بلیز پر کھڑا وہ اسے تکتا رہا تھا۔ جو کافی دیر آئینے کے سامنے کھڑی رہنے کے بعد اب اس کی جگہ پر آہستہ آہستہ ہاتھ پھیر کر نجانے کیا چیک کر رہی تھی۔ کچھ ہی دیر میں اس نے ڈریسنگ ٹیبل پر پڑی 'ادھ کھلی لپ اسٹک اٹھائی تھی' اور اسے ہونٹوں کے ساتھ ساتھ پورے چہرے پر مل لیا تھا۔

تھی!

"دل آویز!" قطعی بے خودی کے عالم میں سوید نے اسے پکارا تھا اور وہ چونک کر پلٹی تھی۔

"آزر..." نگاہیں سوید کے پُر تھکن چہرے پر جمائے اس کے لبوں سے بے ساختہ نکلا تھا سوید پھر بجھ چکا سا رہ گیا۔

دل آویز جعفری اب اسے مشکوک نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

"کون ہو تم...؟" اس کی آنکھوں میں خوف اور غصہ تھا۔ وہ بے مقصد اس کی طرف بڑھ آیا۔

"وہی... جس کے ساتھ نصیب پھوٹے ہیں تمہارے۔"

"جاؤ... چلے جاؤ یہاں سے۔" ایک لمحے میں رنگ بدلا تھا اس سے سوید کو کچھ کہنے کا موقع ہی نہ مل سکا اور دل آویز جعفری نے دیکھتے ہی دیکھتے بیڈ سے تکیہ اٹھا کر اسے دے مارا۔

"چلے جاؤ... میں جان لے لوں گی تمہاری جاؤ چلے جاؤ یہاں سے۔" بری طرح چلاتے ہوئے اس سے پہلے کہ وہ دوسرا تکیہ بھی اٹھا کر اسے دے مارتی۔ سوید نے پھرتی سے لپک کر اسے قابو کر لیا۔ اس کا بھاری ہاتھ اس کے منہ پر جم کر اس کی آواز کا گلا گھونٹ چکا تھا۔ وہ اس کی مضبوط گرفت میں مچھلی کی طرح پھسل تڑپ رہی تھی۔

"میں جانتا ہوں تم پاگل ہو مگر میں تم سے بڑا پاگل ہوں' دماغ گھوم گیا تو سارا ماضی بھلا دوں گا' سمجھیں تم۔"

مریم عباس کی آخری لمحوں میں کی گئی درخواست وہ قطعی بھلا چکا تھا۔

دل آویز جعفری کی حالت اس لمحے غیر ہونا شروع ہو گئی تھی... اس کا جسم اب سرد پڑ رہا تھا ہاتھ پاؤں مڑنے لگے تھے سوید کے ہاتھوں میں ہی اس کا خوشبوؤں سے مہکتا وجود ہوش و حواس سے بے گانہ ہو چکا تھا۔

سوید اس نئی افتاد کے لیے قطعی تیار نہیں تھا' تبھی اسے بیڈ پر سلا کر نیچے آیا اور پھر راحیلہ بی کی منت کر کے انہیں اوپر دل آویز کے پاس لے آیا۔ اگلے پندرہ منٹ کے بعد وہ عبیرہ کے پہلو میں لیٹا سونے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔

☼ ☼ ☼

دل آویز کو محفوظ ہاتھوں میں سونپنے کے بعد' عقیل جعفری اپنی بیگم کے ساتھ دوبارہ بیرونی ملک واپسی کی تیاری کر رہے تھے۔ فیصلہ انہی کی [illegible] کے بعد انہیں اس کے دل میں ایک دم [illegible] محسوس ہو رہا تھا' انہی کی خواہش پر' راحیل جعفری صاحب نے دل آویز کو ان سے ملوانے کے لیے سوید کے ساتھ "عقیل منزل" بھیجا تھا۔

عبیرہ کا حال دیکھنے والا تھا' وہ اس کے ساتھ جانا چاہتی تھی مگر سوید نے منع کر دیا کیونکہ وہ اس کے معاملے میں ذرا سی لاپروائی کا متحمل ہونا بھی نہیں چاہتا تھا۔ وہ گاڑی میں بیٹھا تھا جب راحیل جعفری صاحب' دائیں بازو کے حلقے میں دل آویز کو لیے گاڑی کے قریب چلے آئے پھر خود اپنے ہاتھوں سے گاڑی کا دروازہ کھول کر اسے سوید کے برابر فرنٹ سیٹ پر بٹھایا تھا اور یہ سب اوپر سوید کے کمرے کے ٹیرس پر کھڑی عبیرہ باخوبی دیکھ رہی تھی۔

دل آویز کے ہوش ربا حسن کے باوجود سوید آزر کی اس لاتعلقی نے اسے قدرے اطمینان بخشا تھا۔ راحیل جعفری سوید کو دل آویز کا خاص خیال رکھنے کی

تلقین کرتے واپس پلٹے تھے کہ ابھی تھوڑی دیر میں انہیں بھی گاؤں کے لیے روانہ ہونا تھا۔

سوید' دل آویز کی ہمراہی میں ابھی چند فرلانگ کا فاصلہ ہی طے کر پایا تھا کہ وہ جو پتھر کی مورت بنی گم سم سی کھڑکی کے اس پار باہر کے نظاروں میں کھوئی تھی' اچانک بول اٹھی۔

"رکو... رک جاؤ پلیز... رک جاؤ۔"

سوید کا پاؤں اس کی صدا پر "فوراً" سے پیشتر بریک پر جا پڑا تھا۔ گاڑی رکتے ہی اس نے تھوڑی سی تگ و دو کے بعد اپنی سائیڈ کا دروازہ کھولا اور سرپٹ سڑک پر بھاگ کھڑی ہوئی۔

"آزر... آزر رک جاؤ میری بات سنو آزر پلیز۔" بھاگنے کے ساتھ ساتھ وہ اب چلا بھی رہی تھی۔ سوید ہکا بکا سا اسے دیکھتا رہ گیا۔ سڑک پر لوگ اب رک رک کر اس کی عزت کا تماشا دیکھ رہے تھے تاہم اس سے پہلے کہ وہ لپک کر اس کے پیچھے بھاگتے ہوئے اسے قابو کرتا' وہ اس کے دیکھتے ہی دیکھتے' دیوانہ وار کسی گاڑی کے پیچھے بھاگتے ہوئے ایک موٹر سائیکل کی زد میں آ گئی۔

حادثہ اس قدر اچانک تھا کہ سوید کو کچھ کرنے کا موقع ہی نہ مل سکا۔ وہ تو موٹر سائیکل والے کی اسپیڈ آہستہ تھی جس کی وجہ سے بچت ہو گئی ورنہ پتے کی طرح جس طرح سے وہ ٹکرائی تھی اسے خاصی شدید قسم کی چوٹیں بھی لگ سکتی تھیں' جو جان لیوا ثابت ہو سکتیں۔

سوید "فوراً" سے پیشتر گاڑی سے نکل کر اس کی طرف بڑھا تھا' جو سڑک پر اوندھے منہ پڑی تھی' یقیناً اس کے چہرے اور پیشانی پر زخم آئے تھے۔ وہ سرسری سا اس کا جائزہ لینے کے بعد' اس کا نازک سا وجود بانہوں میں سمیٹ کر اسے سسرال لے جانے کی بجائے سیدھا ہاسپٹل لے آیا تھا' تھوڑی دیر میں عقیل جعفری اور ان کی مسز کے ساتھ مریم عباس بھی اس کی اطلاع پر وہاں موجود تھی۔

ڈاکٹرز کے اچھی طرح اطمینان دلانے کے بعد مسز اور مسز عقیل کو' دل آویز کے پاس چھوڑ کر وہ مریم عباس کے ساتھ اس کے کمرے سے باہر آیا تھا۔

"مس مریم... اگر آپ محسوس نہ کریں تو میں آپ سے کچھ جاننا چاہتا ہوں۔"

"کیا جاننا چاہتے ہیں؟" اس کے چہرے پر اب بھی یاسیت پھیلی تھی۔ وہ اس کے ساتھ چلتے چلتے رک گیا۔

"آزر کون ہے؟" مریم اس سے جس سوال کی توقع نہیں کر رہی تھی وہی پوچھ لیا تھا اس نے۔ وہ چپ چاپ سی چند لمحوں تک خود سے الجھتی رہی پھر بولی۔

"بھائی تھا میرا... کچھ عرصہ پہلے ایک حادثے میں ڈیتھ ہو گئی ان کی۔"

"اوہ... وری سیڈ کیا آپ بتا سکتی ہیں کہ دل آویز کا اس سے کیا رشتہ تھا؟"

"بچپن کا دوست تھا اس کا اور فیانسی بھی۔"

"بس... میرا مطلب ہے دوست اور فیانسی تھا تو لازمی طور پر دل اس سے محبت بھی کرتی ہوگی۔"

"پتا نہیں... میرے علم میں ایسی کوئی بات نہیں ہے' میں بس صرف اتنا جانتی ہوں کہ وہ اس کا بہت خیال رکھتے تھے' بہت پیار تھا انہیں دل آویز سے۔"

"ہوں... کیا یہی وہ صدمہ ہے' جس کا ذکر آپ اس دن کر رہی تھیں؟"

"جی ہاں۔" اب کے مریم نے اپنے آنسو چھپانے کے لیے ذرا سا رخ پھیر لیا تھا۔

"دل آویز کسی طور اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہے کہ آزر بھائی اب اس دنیا میں نہیں رہے' اسی لیے وہ جو بھی ان سے ملتا جلتا انسان دیکھتی ہے' اس کے پیچھے بھاگتی ہے اسے آزر بھیا سمجھ کر اس سے باتیں کرتی ہے اگر کبھی کوئی اسے ہرٹ کرے' تب زیادہ یاد آتے ہیں وہ اسے اسی لیے میں نے آپ سے گزارش کی تھی کہ آپ اس کا بھرپور خیال رکھیے گا۔"

"آپ شاید مجھے کرائے کا انسان سمجھتی ہیں مس مریم... جس کی اپنی کوئی زندگی' کوئی پسند و ناپسند نہیں

www.pkdigest.com

مریم عباس کی روداد سننے کے بعد اس نے اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا اور وہ گم صم سے انداز میں سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی۔

"میری کزن ہے عبیرہ، بچپن سے دونوں ساتھ پلے بڑھے ہیں۔ میں اس سے بہت محبت کرتا ہوں مس مریم۔۔۔ اور وہ بھی بہت خیال رکھتی ہے میرا۔۔۔ آپ کو شاید یہ جان کر شاک لگے کہ میں آل ریڈی اس کا شوہر ہوں۔۔۔ ایسا شوہر جس کی تقسیم کے لیے وہ دلی طور پر کسی طور راضی نہیں تھی۔"

اس کا رخ مریم عباس کی طرف نہیں تھا ورنہ وہ اس کے چہرے پر بکھرنے والی۔۔ زردی کو ضرور دیکھ لیتا، تاہم اس کے سفید دودھیا ہاتھوں کی گرفت کوریڈور میں دھرے لکڑی کے بینچ پر مضبوط ہوئی تھی۔

"آذر بھیا کی رحلت کے بعد میرے لیے یہ دوسری بڑے دکھ کی خبر ہے۔" اس کی بھیگی آواز پر وہ اس کی طرف پلٹا تھا۔ مگر مریم عباس بنا اس کی طرف دیکھے پیچھے پلٹتے ہوئے تیز تیز چلتی کوریڈور سے نکل گئی تھی۔ وہ دیر تلک بجتے سیل سے بے نیاز اس کے تیزی سے اٹھتے ہوئے قدموں کو دیکھتا رہ گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

دل آویز جعفری کی حالت قدرے سنبھل گئی تھی سوید نا چاہتے ہوئے بھی اس کی دیکھ بھال کر رہا تھا۔ ایک عرصے کے بعد بہت سا وقت اس نے عقیل جعفری کے ساتھ بتایا تھا۔ جو ماضی کے دھندلکوں میں کھوئے، بہت دیر تک اسے اس کی بچپن کی بہت سی باتوں کے ساتھ ساتھ خود سے اس کی انسیت کے قصے بھی سناتے رہے تھے۔ سوید کو پہلی بار احساس ہو رہا تھا کہ نفرت کے چکر میں وہ ددھیالی رشتہ داروں سے قطع تعلق کوئی ایسا بھی احسن اقدام نہیں تھا۔

عقیل صاحب اور ان کی بیگم کے ساتھ مریم عباس بھی لندن واپس اپنے والدین کے پاس جا رہی تھی سوید کی نگاہیں بار بار اس کی گود میں سر رکھے لیٹی دل آویز۔ جعفری کی سمت اٹھ رہی تھیں۔ جو جانے کس احساس کے تحت یک ٹک ٹکٹکی باندھے اسی کی طرف دیکھ رہی تھی۔

مسز عقیل کھانا لگوا رہی تھیں جبکہ عقیل صاحب اب اس سے کہہ رہے تھے۔

"مجھے تمہارے جذبات و احساسات کا پورا خیال ہے سوید میں کسی طور تمہاری طرف سے عبیرہ بیٹی کے حقوق میں زیادتی کا خواہشمند نہیں کیونکہ وہ بھی مجھے اتنی ہی عزیز ہے جتنی کہ موی۔"

"موی۔۔۔؟" سوید کے لیے یہ نام قطعی غیر شناسا تھا تبھی وہ چونکے بغیر نہ رہ سکا تھا۔ عقیل جعفری صاحب اب اسے وضاحت دے رہے تھے۔

"ہوں موی، دل آویز کا نک نیم ہے، جب یہ چھوٹی سی تھی تو بالکل موم کی گڑیا دکھائی دیتی تھی اسی لیے اس کی آنٹی نے پیار سے اس کا نام موی رکھ دیا تھا۔ گھر میں اور گھر سے باہر اپنی فرینڈز کے لیے دل آویز صرف موی ہی ہے۔" بڑے پیار سے بتاتے ہوئے ایک آسودہ سی مسکراہٹ نے ان کے لبوں کا احاطہ کر رکھا تھا۔ سوید کی نگاہ ایک مرتبہ پھر موی کے شفاف چہرے کو چھو کر پلٹ آئی۔ عین اسی لمحے اس کے سیل پر عبیرہ کی کال آئی تو وہ عقیل صاحب سے معذرت کر کے سائیڈ پر چلا آیا۔

"ہیلو۔۔۔"

"ہاں سوید۔۔۔ کہاں ہو؟ میں کب سے کھانا بنا کر تمہارا ویٹ کر رہی ہوں۔۔۔ آئے کیوں نہیں ابھی تک؟" اس کے ہیلو کہتے ہی وہ شروع ہو گئی تھی۔ سوید کو مجبورا" جھوٹ کا سہارا لینا پڑا۔

"دل آویز کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے بیو۔۔۔ میں ابھی نہیں آسکوں گا۔"

"کیوں۔۔۔ تم اس کے ڈاکٹر ہو یا اس کے پاپا ابھی سے کوچ کر گئے ہیں پاکستان سے؟" اسے اس کی معذرت چبھی تھی سوید دھیرے سے مسکرا دیا۔

"ڈاکٹر نہ سہی اس کا شوہر تو ہوں۔"

"جی نہیں۔۔۔ تم صرف اور صرف میرے ہو اچھا۔۔۔ اس کے ساتھ محض کاغذی تعلق ہے تمہارا، یاد

رکھنا سوید! اگر تم نے اسے پیار کرنے یا چھونے کی کوشش کی تو میں اپنی جان دے دوں گی۔" وہ جذباتی تھی اور اس وقت بھی اس نے جذباتیت کا مظاہرہ ہی کیا تھا۔ وہ پھر مسکرا دیا۔

"بے وقوف ہو تم اور کچھ نہیں۔۔۔ ایک پاگل لڑکی سے بھی خدشات لاحق ہیں تمہیں؟"

"لڑکی پاگل ہے تو کیا ہوا۔۔۔ لڑکا تو پاگل نہیں ہے نا، ویسے بھی تم مردوں ۔۔۔ کی رال ٹپکتے دیر نہیں لگتی۔"

"اچھا۔۔۔ مگر آپ بھول رہی ہیں محترمہ کہ اس مرد کو اس شادی کے لیے مجبور کرنے والی بھی آپ ہی تھیں۔"

"ہاں تو شادی کے لیے مجبور کیا تھا نا۔۔۔ رومینس بگھارنے کے لیے تو نہیں۔" وہ پھر جلی تھی۔ سوید اس بار ہنس پڑا۔

"شادی ہو گئی تو اب شریعت کی رو سے رومینس بھی ضروری ہے ورنہ اللہ کا گنہگار ہوں گا۔"

"اوکے۔۔۔ کرو رومینس۔۔۔ جب فارغ ہو جاؤ تو [illegible] کر میری قبر پر فاتحہ بھی پڑھ جانا۔" اس بار سلگ کر کہتے ہوئے اس نے لائن ڈس کنکٹ کر دی تھی۔ سوید ہنس پڑا ۔۔۔ دل آویز اب بھی اسے دل چسپ نگاہوں سے ہنستے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

"کتنی پیاری لڑکی ہو تم۔۔۔ ذرا جیلس نہیں ہوتیں اپنی سوتن سے۔۔۔ خیر ہو بھی کیسے سکتی ہو، میں کون سا تمہارا آذر عباس ہوں۔" پلٹ کر عقیل صاحب کی طرف بڑھتے ہوئے اس کی نگاہ پھر دل آویز کی نگاہ سے ٹکرائی تھی اور اس نے دل ہی دل میں جیسے اس سے مخاطب ہو کر کہا تھا۔

عبیرہ سے بات ہونے کے بعد اس کی کوشش فورا" گھر واپسی کی تھی مگر۔۔۔ عقیل صاحب نے اسے کھانا کھائے بغیر اٹھنے ہی نہیں دیا۔ کھانا کھانے کے بعد وہ اٹھنے لگا تو مریم نے دل آویز کو بھی ساتھ تیار کر دیا۔

"موی بھی آپ کے ساتھ جائے گی سوید بھائی۔۔۔ اب اس کی طبیعت بالکل ٹھیک ہے۔" وہ ٹھٹکا تھا، ایک نظر عقیل صاحب اور مسز عقیل پر بھی ڈالی تھی مگر ان کی نگاہیں بھی مریم کے الفاظ کی ترجمانی کر رہی تھیں۔ وہ خاموشی سے اثبات میں سر ہلا کر باہر کی طرف بڑھ گیا۔

مریم نے اسے شانوں سے تھامے تھامے سوید کے برابر گاڑی میں فرنٹ سیٹ پر لا بٹھایا تھا۔ وہ تمام راستے خاموش سی یوں بیٹھی رہی تھی جیسے گاڑی میں بالکل اکیلی ہو، جس وقت وہ گھر پہنچے خاصی دیر ہو چکی تھی۔ عبیرہ بے چین سی ٹی وی لاؤنج میں بیٹھی بظاہر نیوز دیکھ رہی تھی مگر اصل میں اسے سوید کی واپسی کا انتظار تھا، اب جو گاڑی کے ہارن پر وہ الرٹ ہو کر بیٹھی تھی۔ سوید کے ساتھ دل آویز کو دیکھ کر اس کا دل جیسے جل کر راکھ ہو گیا۔ سوید کے مطابق اگر اس کی طبیعت بہت خراب تھی تو پھر وہ اپنے پاؤں پر چل کر اس کے ساتھ گھر کیسے آ گئی تھی، ہزار وسوسے تھے جو اس کے صرف ایک جھوٹ کی آڑ میں اس کے دماغ میں گھس آئے تھے۔

اس کا شدت سے دل چاہا تھا کہ وہ سوید کو دو چار تھپڑ رسید کر کے پھر خوب روئے۔ سوید اسے لاؤنج میں بیٹھے دیکھ کر فورا" اس کی طرف لپکا تھا۔

"بیو ایم سوری میں۔"

"جسٹ شٹ اپ سوید! جھوٹ کی بھی حد ہوتی ہے کوئی۔" اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔ سوید کی مشکل بڑھ گئی۔

"میری بات تو سنو یار۔"

"مجھے کچھ کہنا سننا نہیں۔۔۔ جاؤ عیش کرو اپنی نئی نویلی بیگم کے ساتھ۔" غصے سے کہتے ہی وہ سیڑھیوں کی طرف لپکی تھی۔ سوید نے بھاگ کر اس کا بازو پکڑ لیا۔

"اتنی جلدی بدگمان ہو گئیں عبیرہ۔۔۔؟"

"بازو چھوڑو میرا۔" وہ اس کی طرف دیکھنے کی روادار بھی نہیں تھی۔ سوید دکھ کی شدت سے اسے دیکھتا، زبردستی اس کا ہاتھ تھام کر اسے اوپر اپنے بیڈ روم

www.pkdigest.com

میں لے آیا تھا۔
"ہے اتنا حوصلہ تم میں کہ مجھے کسی دوسری عورت کے ساتھ عیش کرتے دیکھ سکو۔" اس کی آنکھوں میں سرخی تھی۔ عبیرہ چپ چاپ رو پڑی۔
"نہیں ہے نا' اسی لیے کہتا ہوں بیر! میرے ضبط کا امتحان مت لیا کرو' ہزار بار کہہ چکا ہوں' میرا جسم' میری روح' میری ہر سوچ صرف تمہارے لیے ہے' تمہارا پیار اتنا کافی ہے میرے لیے کہ کسی اور کے لیے کچھ سوچنے کی ضرورت ہی نہیں۔" اس بار نرمی سے کہتے ہوئے اس نے عبیرہ کو اپنے حصار میں لیا تھا۔ وہ کتنی ہی دیر خفا خفا سی اس کے سینے سے لگی روتی رہی تھی۔ سوید تو بھول ہی گیا کہ وہ نیچے لاؤنج میں 'دل آویز' عرف موی نامی ایک حادثاتی پاگل لڑکی کو اکیلا ہی چھوڑ آیا ہے' جو سکتے کی سی کیفیت میں لاؤنج میں دھرے ٹی وی پر نگاہ پڑتے ہی سسک اٹھی تھی۔
"آزر۔۔۔" بے خودی میں اس کے لب بار بار اسی نام کا ورد کر رہے تھے جبکہ باہر شب جیسے اس پر ہنستے ہوئے آہستہ آہستہ آگے سرکتی جا رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

"اب کیسی طبیعت ہے موی؟" آسیہ بیگم' موی کے پاس بیٹھی اس سے باتیں کر رہی تھیں۔ جب عینی نے مریم کے ساتھ وہاں انٹری دیتے ہوئے پوچھا۔ موی کی نگاہیں اٹھی تھیں اور اس کے ساتھ آزر کو نہ پا کر دوبارہ پلٹ گئی تھیں۔
"ٹھیک ہوں۔" گھر کے سب افراد کے ساتھ ساتھ وہ عینی سے بھی عجیب سی جھجک اور شرمندگی محسوس کر رہی تھی' جانے اس کی بزدلی کے بارے میں وہ بھی کیا سوچتی ہوگی۔ مریم بیڈ پر اس کے پہلو میں آ بیٹھی تھی۔
"تم بہت بری ہو موی قسم سے۔" منہ اس کے کان میں گھسیڑتے ہوئے اس نے گلہ کیا تھا۔ موی کے لبوں پر ایک افسردہ سی مسکان بکھر گئی۔
"ہوں۔۔۔ ٹھیک کہتی ہو مریم۔" وہ جانے کس سوچ کے حصار میں تھی۔ عین اسی لمحے آزر نے کمرے میں قدم رکھا تھا' پرشکن کپڑوں اور نیند کی کمی سے سرخ تھکی تھکی سی آنکھوں کے ساتھ اس کا حال موی پر خوب واضح ہو رہا تھا' مگر وہ زیادہ دیر اس پر نگاہ جما کر نہ رکھ سکی تھی۔
"آزر بیٹے' تھوڑی دیر گھر جا کر آرام کر لو' پچھلے تین روز سے بے آرام ہو۔" مسز عقیل اس پر نگاہ پڑتے ہی بولی تھیں۔ مگر وہ سرسری سی نگاہ موی پر ڈالتے ہوئے اس کے بیڈ کے کنارے پر ٹک گیا۔
"میں ٹھیک ہوں آنٹی۔۔۔ البتہ آپ کو آرام کی ضرورت ہے۔ پلیز آپ لوگ گھر جائیے صرف آج کی رات ہے۔ کل اللہ نے چاہا تو موی ہمارے گھر ہوگی۔" ہلکی ہلکی بڑھی ہوئی شیو کے ساتھ رف حلیے میں بھی وہ بے حد پیارا لگ رہا تھا۔ موی نے اپنی آنکھیں سختی سے میچ لیں۔
"میرا خیال ہے۔ میں موی کے پاس رک جاتی ہوں' آپ لوگ جائیں۔" عینی بروقت بولی تھی مگر آزر نے اس سے اتفاق نہیں کیا۔
"نہیں۔۔۔ میں نے کہا نا' میں یہاں ہوں' تم ذرا تھکی لگ رہی ہو' پلیز' مما اور آنٹی وغیرہ کو گھر لے جاؤ انہیں مجھ سے زیادہ آرام کی ضرورت ہے۔" وہ ضدی تھا۔ عینی' موی کے سامنے اپنا بھرم کھونے کے ڈر سے نا چاہتے ہوئے بھی تیار ہو گئی۔ باہر شام گہری ہو رہی تھی' آزر سب کو رخصت کرنے کے بعد کمرے میں واپس آیا تو موی ڈبل تکیے پر سر رکھے لیٹی پلکیں موند گئی تھی' وہ چپ چاپ سا اس کے پاس بیٹھ گیا۔
"تمہیں پتا ہے موی' آج تمہارا برتھ ڈے ہے؟" اچانک وہ بولا تو موی کی آنکھیں پٹ سے کھل گئیں۔
"کبھی کبھی مجھے تم پر اتنا شدید غصہ آتا ہے کہ تمہارا حشر نشر کرنے کو جی چاہتا ہے' مگر۔۔۔ اگلے ہی پل میں خود کو قطعی بے بس محسوس کرتا ہوں' سمجھ میں نہیں آتا تمہارا کیا کروں؟"
"ایم سوری آزر! ایم رئیلی ویری سوری۔" وہ اس کے سامنے پھر رو پڑی تھی۔ آزر تڑپ اٹھا۔
"کس بات کی سوری؟" اپنے ہاتھوں سے اس کے

آنسو صاف کرتے ہوئے اس نے پوچھا تھا جب وہ بولی۔
"میں بہت خود غرض ہوں۔۔۔ بچپن سے اب تک میں نے صرف اپنے لیے سوچا ہے' اپنی خوشی' اپنے غم کے لیے۔۔۔ میں جو سانس بھی تمہارے لیے لیتی ہوں' تمہارے لیے تو کبھی کچھ سوچ ہی نہیں سکی۔۔۔ بہت تنگ دل ہوں میں آزر! پلیز مجھے معاف کر دو۔" وہ اب بھی اپنی سوچ کے حصار میں تھی۔ آزر کے لب ہلکے سے مسکرا دیے۔
"شکر ہے' تمہیں اس بات کا احساس تو ہوا کہ تم کتنی بری ہو۔" موی کا نرم و نازک سا ہاتھ اس کی گرفت میں تھا۔ وہ سر جھکا کر بے وجہ مسکرا دی۔
"ہوں۔۔۔ مگر تم بہت اچھے ہو' کبھی تو ہر مشکل میں سب سے پہلی صدا میں تمہیں دیتی ہوں۔"
"وہ تو میں ہوں۔۔۔ خیر آئندہ اگر تم نے ایسی کوئی فضول حرکت کرنے کی کوشش کی تو یاد رکھنا موی میں تمہارا حشر نشر کر کے رکھ دوں گا۔" دھمکی سے مسکراتے ہوئے وہ فوراً" سنجیدہ ہوا تھا۔ موی نم آنکھوں سے اسے دیکھتی رہ گئی۔
"میں تمہارے بغیر نہیں جی سکتی آزر' ایک پل بھی نہیں۔" اس کی آنکھیں آزر کے چہرے پر جمی چیخ چیخ کر کہہ رہی تھیں مگر ہونٹوں پر چپ کا بھاری قفل پڑا تھا۔
تھوڑی دیر بعد یونہی آزر کو دیکھتے' اس سے باتیں کرتے اس کی آنکھ لگ گئی تھی' مگر۔۔۔ وہ اس رات بھی نہیں سویا تھا۔ موی کا کمبل ٹھیک کر کے دیر تک اس کے سرہانے بیٹھا وہ اس کے دل کش موی چہرے کو دیکھتے ہوئے' بنا اپنی تھکن کی پروا کیے' جاگتی آنکھوں سے جانے کیسے کیسے خواب دیکھتا رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

"موی۔۔۔ درد تو نہیں ہو رہا؟" آزر کا اس کے کمرے میں دو سو پچیسواں چکر تھا۔ موی کا دل اس کی اس درجہ توجہ پر خوشی سے بھر گیا۔
"نہیں۔" نگاہ اس کے چہرے پر جمائے جمائے اس نے نفی میں سر ہلایا تھا جب وہ بولا۔
"تو پھر کچھ کھا کیوں نہیں رہی ہو؟"
"میری مرضی۔" وہ اسے تنگ کرنے کے موڈ میں تھی۔ آزر مسکرا دیا۔
"نہیں باز آؤ گی نا تنگ کرنے سے؟"
"اوں ہوں۔" نفی میں گردن ہلاتے ہوئے اس نے آزر کی مسکراہٹ گہری کی تھی۔
"بہت پٹائی کروں گا۔۔۔ سوچ لو۔"
"سوچ لیا۔"
"چلو پھر ٹھیک ہے' میرا ارادہ آج تمہیں کچھ دکھانے کا تھا' مگر۔۔۔ تم تنگ کرنے سے باز نہیں آؤ گی تو پھر۔۔۔ میں بھی کچھ نہیں دکھانے والا۔" اب وہ اسے بلیک میل کر رہا تھا۔ موی اسے دیکھتی رہ گئی۔
"میرا کچھ بھی کھانا تمہارے لیے اتنا ضروری تو نہیں آزر۔" وہ کہے بغیر نہیں رہ سکی تھی' جواب میں آزر نے ایک ہلکی سی چپت اس کے سر پر رسید کر دی۔
"تم پاگل ہو اور کچھ نہیں' چلو شاباش یہ سوپ پیو' پھر میں تمہیں آؤٹنگ پر لے کر چلتا ہوں۔"
"کیا عینی بھی ساتھ جائے گی؟"
"نہیں۔۔۔ ابھی صرف ہم دونوں جا رہے ہیں اور بس۔" کتنا مہربان ہو رہا تھا وہ اس پر' موی کے لیے سوسائیڈ کرنے کی یہ کوشش' جس کی وجہ اس نے کسی کو بھی نہیں بتائی تھی' بہت سود مند رہی تھی۔
تقریباً" ایک گھنٹے کے بعد آزر اسے خود اپنے ہاتھوں سے سوپ پلا کر باہر گاڑی تک لے آیا تھا۔
مسز عقیل اور آسیہ بیگم کے ساتھ ساتھ مریم اور عینی بھی اس وقت لان میں بیٹھے' موی کے نصیب پر رشک کر رہے تھے۔ آسیہ بیگم کا ارادہ جلد از جلد دونوں بیٹوں کے فرض سے سبکدوش ہو جانے کا تھا اور اس سلسلے میں موی کے بعد اپنے بڑے بیٹے کے لیے ان کی نظر عینی پر تھی' جس کے دل میں صرف اور صرف آزر کے لیے پیار تھا' یاسر عباس کے لیے نہیں۔ تاہم گھر میں کوئی بھی اس بات سے آگاہ نہیں

www.pkdigest.com

تھا۔ موسیٰ کو ایک مدت کے بعد زندگی بے حد پیاری لگ رہی تھی۔

"آزر۔۔۔ ایک سوال پوچھوں سچ سچ جواب دو گے؟"

"پوچھو۔۔۔" تمام مصروفیات بھلائے وہ صرف اس کا ہو کر رہ گیا تھا۔

"کیا اب بھی تم کسی سے پیار نہیں کرتے؟"

"کرتا ہوں۔" آزر اس کی الجھن سمجھ رہا تھا، تبھی مسکرا دیا۔

"کس سے؟"

"یہ تمہیں کیوں بتاؤں۔۔۔ کچھ تو سیکرٹ بھی رہنے دو۔"

"کیوں۔۔۔ کیا اب میں تمہاری دوست نہیں رہی۔"

"دوست ہو اسی لیے تو بتا نہیں رہا۔ تمہارا کوئی پتا چلتا ہے کب کیا کر دو ویسے بہت جلد اس راز سے پردہ اٹھنے والا ہے کیونکہ میں نے مما سے کہہ دیا ہے جلدی سے میری شادی کر دیں نہیں تو پھر کچھ بھی ہو سکتا ہے۔" اس کی مسکراہٹ موسیٰ کی اداسی میں اضافہ کر رہی تھی، وہ پھر کتنی ہی دیر تک اس سے کوئی سوال نہ کر سکی آزر نے گاڑی ایک زیر تعمیر عمارت کے سامنے روکی تو اس کا تسلسل ٹوٹا۔

"آؤ موسیٰ۔۔۔ تمہیں وہ تاج محل دکھاؤں جو میں نے اپنی ممتاز بیگم کے لیے تعمیر کروایا ہے۔" وہ اتنا خوش اور پرجوش تھا کہ موسیٰ اس کے ہاتھ میں دبے اپنے ہاتھ کے دباؤ سے اس کی شدت محسوس کر سکتی تھی۔

"یہ دیکھو، یہ لان ہے یہاں میں دنیا بھر سے نایاب قسم کے پودے اور پھول لا کر لگاؤں گا اور پھر میں اور میری ممتاز بڑھاپے میں اپنے بچوں سے روٹھ کر یہیں ایک دوسرے کا غم بانٹنے کے لیے پہروں بیٹھے رہیں گے اور یہ دیکھو یہ اطالوی طرز کا کچن ہے جب میں آفس سے تھک کر آیا کروں گا تو میری ممتاز یہیں مصروف ملا کریں گی مجھے اور یہ، یہ ہمارا بیڈ روم ہے میں اس کی دیواروں پر انتا دیدہ زیب پینٹ کرواؤں گا کہ میرے گھر سے جانے کے بعد بھی میری ممتاز کا دل اس کمرے سے نکلنے کو نہیں چاہے گا۔"

اتنی ہی خوشی اور جوش میں وہ اسے اپنے ساتھ ساتھ کھینچتا۔ اپنا سب سے چھپ کر خفیہ خریدا ہوا گھر دکھا رہا تھا۔ اس لمحے موسیٰ کو وہ وہی لندن والا آزر عباس لگ رہا تھا۔ جس نے اپنی ایسی ہی حرکات سے اس کے دل میں اپنے پیار کی شمع روشن کی تھی۔

"اور یہ دیکھو۔۔۔ یہاں ہمارے بیڈ روم کے ٹیرس سے شام ڈھلنے اور پھر سورج نکلنے کا منظر اتنا دل فریب لگتا ہے کہ جب بھی میری ممتاز کا مجھ سے کسی بات پر جھگڑا ہوا کرے گا وہ مجھے روتی بسورتی، تمہاری طرح گلے شکوے کرتے یہیں بیٹھی ملا کرے گی۔۔۔ یہ تاج محل اسی کی ملکیت ہوگا موسیٰ۔"

جگمگاتی سیاہ نگاہوں میں ڈھیروں خواب سجائے، وہ اسی کھڑکی کے پٹ سے ٹیک لگائے کھڑا دونوں بازو سینے پر باندھے، خواب ناک لہجے میں کہہ رہا تھا۔ موسیٰ تم [illegible] دیکھتی رہی۔

"تم بہت بری ہو موسیٰ، کم سے کم تم کوئی فضول حرکت کرتیں تو نہ میں تمہیں ابھی یہاں لاتا، یہ تاج محل، اپنی مکمل تکمیل تک میرے گھر والوں کے لیے ایک سرپرائز ہے۔" فوراً اپنے خوابوں کے سحر سے نکلتے ہوئے اس نے پھر موسیٰ کو سرزنش کی، وہ سر جھکائے چپ کھڑی رہی۔

"چلو آؤ۔۔۔ مارکیٹ چلیں تمہارا برتھ ڈے گفٹ ڈیو ہے مجھ پر۔" انتہائی مصروف انداز میں دوسرے ہی پل اس کا ہاتھ تھام کر پھرتی سے وہ بالائی منزل سے نیچے اتر آیا۔ موسیٰ کا دل ان لمحوں کے لیے امر ہو جانے کی دعا کر رہا تھا۔

"یہ رنگ دیکھو اچھی ہے نا، میری ممتاز کے ہاتھ میں بہت پیاری لگے گی۔" مارکیٹ پہنچ کر سب سے پہلے وہ جیولرز شاپ میں گھسا تھا۔ موسیٰ نے رنگ فوراً انگلی سے اتار دی۔

"چلو ڈریس دیکھتے ہیں۔۔۔ ہو سکتا ہے نیکسٹ ویک میں مما میری شادی کا فنکشن رکھ دیں۔۔۔ تو اچھے کپڑے تو ہونے چاہئیں نا تمہارے پاس۔" اپنے ہی انداز میں کہتا، بنا اس کے احساسات کی پروا کیے وہ اب اسے ساتھ لیے 'بوتیک' میں گھس رہا تھا۔ موسیٰ جیسے بے اختیار سی اس کے ساتھ کھینچی جا رہی تھی۔

"یہ بلیک ڈریس دیکھو، پیارا ہے نا۔"

"جی نہیں۔۔۔ تمہاری شادی پر بلیک ڈریس نہیں پہننا مجھے۔" پہلی بار اس نے لب کھولے تھے۔ آزر کن انکھیوں سے اس کی طرف دیکھتا زیر لب مسکرا دیا۔

"اور کیسا ڈریس پہننا ہے میری شادی پر؟"

"جیسا تمہاری بیوی پہنے گی بالکل ویسا ہی۔"

"نہیں یار وہ تو دلہن ہو گی تم کوئی دلہن تھوڑی ہو گی۔"

"تو کیا ہوا بس مجھے یہ بلیک ڈریس نہیں پہننا۔"

"تم یہی بلیک ڈریس پہنو گی بس میری پسند ہے۔" وہ ضدی ہو رہا تھا۔ موسیٰ بھی ضد میں آ گئی۔

"نہیں [illegible] پسند ہے تو اپنے محبوب کو گفٹ کر دو۔"

"اوکے یہ بھی ٹھیک ہے چلو پھر تم یہ بلو سوٹ پہنو گی یہ بھی بہت اچھا لگا ہے مجھے۔" ڈارک بلو سوٹ جس پر خالص نگینوں کا ہلکا پھلکا کام ہوا تھا، اٹھاتے ہوئے اس نے کہا تو موسیٰ چڑ گئی۔

"مجھ پر فرض نہیں ہے کہ تمہاری پسند کا ڈریس ہی پہنوں۔ اب میری اپنی بھی کوئی پسند ہے۔"

"گولی مارو اپنی پسند کو۔۔۔ بس تم یہ بلو سوٹ پہنو گی۔۔۔ چلو اب چوڑیاں دلواؤں تمہیں۔"

"مجھے نہیں لینی چوڑیاں۔۔۔ بس اب گھر چلو۔"

"اوں ہوں۔۔۔ تمہارے ہاتھوں میں چوڑیاں بہت اچھی لگتی ہیں وہ تو شکر کرو ابھی عینی ساتھ نہیں آئی، ورنہ اس نے تو ساری جیب خالی کروا دینی تھی میری کل اس کے حوالے سے بھی ایک زبردست سرپرائز دوں گا تمہیں۔" وہ ایک لمحے کے لیے بھی اس کا ہاتھ نہیں چھوڑ رہا تھا، موسیٰ کے اندر کی ساری خوشی ماند پڑ گئی۔

"چلو اب مزے کی آئس کریم کھلاتا ہوں تمہیں زیادہ بیوی کھانا تو کھا نہیں سکو گی تم۔" رنگا رنگ چوڑیوں کے کئی پیکٹ اپنی پسند سے خریدنے کے بعد وہ اس سے کہہ رہا تھا۔ موسیٰ لا تعلق سی چپ چاپ اثبات میں سر ہلا گئی۔

"آج بڑے فیاض اور مہربان ہو رہے ہو خیر ہے نا؟"

"ہوں تمہیں کیا لگتا ہے خیر نہیں ہے۔" وہ ہنسا تھا۔ موسیٰ خاموش رہی۔

"میرا دل چاہتا ہے موسیٰ۔۔۔ بس آج تم میرے ساتھ رہو بہت دیر تک۔"

"کیوں کیا آج کے بعد تم پر پابندی لگ جائے گی؟"

"کیا پتا۔" شانے اچکاتے ہوئے اس نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور مسرور سا فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"ایک نظم سنو گی؟" وہ خاموش سی کھڑکی کے باہر دیکھ رہی تھی جب آزر گاڑی کو مین روڈ پر لاتے ہوئے بولا۔

"ہوں۔۔۔ نہیں بھی سنوں گی تو تم کون سا سنائے بغیر رہ جاؤ گے۔" وہ اس کے الفاظ پر مبہم سا مسکرایا تھا۔

"خاصی سمجھ دار ہو گئی ہو۔" موسیٰ نے اسے ایک نظر دیکھا اور پھر نگاہ پھیر لی۔

پاگل لڑکی تم سے مل کر یوں لگتا ہے
جیسے خواب کی رانی تو ہے
میری پریم کہانی تو ہے
تیری اٹھتی گرتی پلکیں
نین کٹیلے ہونٹ رسیلے
مل جل کر بے کل کرتے ہیں
وحشی زمانے کو کیا پتا
مجھ کو خود سے ڈر لگتا ہے
صحرا جیسا گھر لگتا ہے
ریت کی بوچھاڑیں ہیں قاتل
سچ پوچھو تو مجھ کو اب بھی

مر جانے کی آس نہیں ہے
بارش مجھ کو راس نہیں ہے!

اس کا لہجہ گمبھیر ہو رہا تھا۔ موی چاہتے ہوئے بھی چپ نہ رہ سکی۔

"ویری گڈ... نظم تو اچھی ہے مگر اس نظم کا پس منظر کیا ہے؟"

"وہ کل بتاؤں گا' جب عینی کو لندن کے لیے ایئرپورٹ چھوڑنے آئیں گے۔" بے خیالی میں وہ اسے بتا گیا تھا۔ موی چونک اٹھی۔

"عینی لندن جا رہی ہے؟"

"ہوں۔" آزر نے صرف سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

"کیوں...؟"

"اپنے پاپا کو مس کر رہی ہے... ویسے بھی وہ لندن جائے گی تو مما اسے وہاں سے رخصت کروا کر سو بنا کر گھر لائیں گی نا۔"

مکمل توجہ ڈرائیونگ پر مرکوز رکھے وہ بتا رہا تھا۔ موی کے اندر جیسے دھڑکتا مچلتا دل ساکت ہو کر رہ گیا۔ اس کے ہونٹ جیسے مزید کچھ بولنے سے ہی قاصر ہو گئے۔ سن ہوتے اعصاب کے ساتھ وہ آزر کے ہلکی ہلکی بڑھی ہوئی شیو والے خوب صورت چہرے کو دیکھتی رہ گئی تھی۔ عین اسی لمحے اس کا سیل بجا تھا۔ کال قرۃ العین کی تھی۔

"ہیلو آزر۔"

"ہاں بولو عینی۔" ایک ہاتھ سے کار ڈرائیو کرتے ہوئے اس نے دوسرے ہاتھ سے سیل کان سے لگایا تھا۔ موی کا دکھ اور بے زاری مزید بڑھ گئی۔

"او یار اب تو کافی آگے نکل آئے ہیں خیر یو ڈونٹ وری' میں لاتا ہوں۔" کال ڈراپ کرتے ہوئے اس نے کہا۔ پھر ایک نظر موی کو دیکھتے ہوئے گاڑی ریورس کرلی۔

"سوری موی... وہ عینی نے پرسوں سے مجھے کچھ ٹیبلیٹس کے لیے کہا ہوا ہے ہارٹ پین ہوتا ہے اسے مگر میں تمہاری وجہ سے اتنا پریشان تھا کہ روز ہی یاد نہیں رہتا بے چاری کیا سوچتی ہوگی۔" کتنی فکر تھی اسے عینی کی' موی بنا اس کے الفاظ پر غور کیے اپنی خود ساختہ آگ میں جلتی رہی۔ گاڑی ایک مرتبہ پھر پُر ہجوم راستوں پر دوڑ رہی تھی۔ وہ لاتعلق سی بنی بیٹھی رہی۔

"تم یہیں رکو... میں بس دو منٹ میں دوا لے کر واپس آتا ہوں۔" گاڑی ایک شاندار کلینک کے سامنے روکتے ہوئے اس نے بائیں ہاتھ سے آہستہ سے موی کا گال چھوا تھا۔

"آزر۔" وہ ابھی گاڑی سے نکلا تھا کہ اس نے پکار لیا۔

"ہوں۔" وہ پلٹا تھا' جب وہ اچانک ڈوبتے دل کی کیفیت سمجھے بغیر بولی۔

"جلدی آنا۔"

"اوکے... پاگل ہو تم اور کچھ نہیں۔" ذرا سا مسکراتے ہوئے اس نے سر جھٹکا تھا۔ موی کی آنکھوں میں آپ ہی آپ نمی اتر آئی۔

"میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی آزر... ایک پل بھی نہیں۔" خوب صورت پلکیں جھپکتے ہوئے اس نے سر سیٹ کی پشت سے ٹکا دیا تھا اور ابھی وہ آنکھیں موند ہی رہی تھی جب اس کے کانوں نے ایک زوردار دھماکے کی آواز سنی تھی اسے لگا جیسے اس کی کار ریلاسٹ ہو گئی ہو' وہ چیخی تھی اور ہر طرف پھیلتے دھوئیں میں اس نے آخری آواز آزر کو دی تھی... پھر اس کے بعد اس کا ذہن مکمل اندھیرے میں ڈوب گیا تھا۔

پورے تین روز کے بعد وہ ہوش میں آئی تو اس کا وجود ہاسپٹل کے شفاف بستر پر بے سدھ پڑا تھا۔ اسے پہلی بار آنکھیں کھولنے میں شدید دشواری پیش آئی تھی۔ سارا جسم شدید درد کے حصار میں تھا۔ آنکھ کھلتے ہی سب سے پہلے اس کی آنکھ کے سامنے جو چہرہ آیا تھا وہ اس کی ماں کا تھا' جو حال سے بے حال دکھائی دے رہی تھیں۔

"مما... آزر۔" اس کے لبوں نے جنبش کی تھی۔ مسز عقیل پھپک کر رو پڑیں۔

"آزر..." اس بار اس نے زیادہ تڑپ کر شدت سے اسے پکارا تھا۔ تبھی عینی بولی تھی۔

"آزر نہیں رہا موی... ہی از ڈیڈ۔"

"ہی از ڈیڈ۔" یہ الفاظ موی کے ذہن پر کسی ہتھوڑے کی طرح لگے تھے۔ اس کے ذہن پر دباؤ بڑھتا تھا اور آنکھیں جیسے پھر سے بند ہونا شروع ہو گئی تھیں۔

اس روز کے بعد اسے صحیح معنوں میں ہوش میں آنا نصیب ہوا ہی نہیں' جب بھی ہوش میں آتی چیخنے چلانے لگتی یا پھر سہم کر گھنٹوں دیواروں کو گھورتی رہتی۔ آزر کی شبیہ اسے ہر شے میں دکھائی دیتی تھی۔ اس کا ذرا سا مسکرا کر سر جھٹکنا اس کے ذہن سے نکلتا ہی نہیں تھا۔ وہ سارے دن پلکیں موندے لیٹی اس کے لبوں سے ادا ہونے والی نظم "بارش مجھ کو راس نہیں ہے" ذہن میں دہراتی رہتی تھی! عینی لندن واپس جا چکی تھی' آسیہ بیگم کو بھی پاپا سرو ہیں لے گیا تھا' کچھ ماہ کے لیے مسز عقیل اور عقیل صاحب بھی موی اور مریم کے ساتھ لندن میں ہی رہے تھے مگر پھر موی کی طبیعت زیادہ خراب ہونے پر ڈاکٹرز نے جب اس کے لیے فضا کی تبدیلی کا ایک آپشن رکھا تو وہ فوری طور پر چلے آئے موی کو بچانے کے لیے مریم بھی ان کے ساتھ ہی پاکستان چلی آئی تھی

پاک سرزمین کی پاک فضا میں اس روز ہاسپٹل کے قریب ہونے والا وہ خودکش حملہ کوئی غیر معمولی بات نہیں تھی' اس حملے میں ضائع ہونے والی ساری قیمتی جانیں عام لوگوں کی تھیں۔ کسی وزیر' کسی مشیر کا کوئی بیٹا نہیں مرا تھا لہٰذا حکومتی سطح پر صرف چند مزاحمتی جملوں کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہوا تھا مگر... لوگوں کے جان و مال کے محافظ ان گدھوں کی حکمرانی میں بے قصور لقمہ اجل بننے والے ان سینکڑوں افراد سے وابستہ جانے کتنے خاندانوں سے زندگی جیسے روٹھ گئی تھی۔

اقتدار کے نشے میں چور... صرف اپنی عیاشیوں اور آسائشوں کے لیے' بے بس مظلوم لوگوں کی جانوں پر سیاست کرنے والوں کے لیے... آزر عباس کی ناگہانی موت کوئی معنی نہیں رکھتی تھی مگر... موی کو ساری فضا اس شہزادے کی حادثاتی موت پر سسکیاں لیتی سنائی دیتی تھی۔

رات دھیرے دھیرے اپنا پچھلا سفر طے کر رہی تھی۔

موی ہال کمرے سے نکل کر سست روی سے بے خودی سی چلتی باہر آ گئی۔ دور آسمان پر سب سے زیادہ روشن دکھائی دینے والا ستارہ آہستہ آہستہ سرکتا اب جیسے عین اس کے سر پر پہنچ گیا تھا۔ شدید ٹھنڈ کے باوجود اسے اپنے جسم سے ٹکراتے سرد ہوا کے شریر جھونکوں سے کوئی فرق پڑتا محسوس نہیں ہو رہا تھا۔

مسلسل کئی گھنٹے کھڑے رہنے سے اس کے پاؤں سوج رہے تھے مگر... اسے بھلا اس کا احساس ہی کہاں تھا۔ نم نم سی بھیگی آنکھوں میں پھیلے سرخی کے ڈورے اسے وحشت ناک بنا رہے تھے' سر تھا کہ جیسے درد کی شدت سے پھٹ رہا تھا مگر وہ بے حس سی کھڑی آسمان کو دیکھ رہی تھی۔

اس کی سماعتوں میں اب بھی بارود پھٹتا تھا اب بھی دھماکے کی زوردار آواز اسے ہوش و حواس سے بے گانہ کر کے رکھ دیتی تھی مگر... ایک ہجر کا درد تھا جو جان لیوا ہو رہا تھا۔ آزر کی موت کے بعد اسے یہ پتا چلا تھا کہ اس کی متاع وہ خود تھی۔ دل آویز جعفری۔

وہ تصویر جس سے وہ فرصت کے لمحات میں باتیں کیا کرتا تھا' اسی کی تصویر تھی' اس کی موت کے بعد

ادارہ خواتین ڈائجسٹ کی طرف سے بہنوں کے لیے
فائزہ افتخار کے 4 خوبصورت ناول

آئینوں کا شہر	قیمت -/500 روپے
بھول بھلیاں تیری گلیاں	قیمت -/500 روپے
گلیاں یہ چوبارے	قیمت -/300 روپے
پھلاں دے رنگ ہزار	قیمت -/250 روپے

ناول منگوانے کے لیے فی کتاب ڈاک خرچ -/45 روپے
منگوانے کا پتہ:
مکتبہ عمران ڈائجسٹ، 37 - اردو بازار، کراچی۔ فون نمبر: 32735021

www.pkdigest.com

اس کے سارے راز افشا ہو گئے تھے۔ آزر کے اس کے لیے خریدے ہوئے گفٹ "لاتعداد" اس کی الماری میں ان چھوئے پڑے تھے۔ اس کی ادھوری ڈائری، جس میں اس کے ہزاروں خواب لفظوں کی صورت دفن تھے۔ آخری وقت میں جو شاپنگ اس نے اس کے لیے کی تھی... وہ ساری چیزیں بھی گاڑی میں جوں کی توں پڑی رہ گئی تھیں بس ایک رنگ تھی، جو اس کی پاکٹ میں ہونے کے باعث اس کے ساتھ ختم ہو گئی تھی۔

"دل آویز..." سوید کی آنکھ کھلی تھی۔

وہ پانی پینے کے لیے نیچے کچن میں آیا تھا جب دل آویز کو کمرے میں نہ پا کر باہر کمرے سے باہر نکل آیا مگر... وہ اس کی پکار پر نہیں پلٹی تھی تبھی وہ اس کے قریب آیا تھا۔

"دل آویز۔" اس بار نرمی سے پکارتے ہوئے اس نے اپنے ہاتھ اس کے شانوں پر دھرے تھے، تبھی وہ حیران حیران سی پلٹی تھی۔

"اتنی رات گئے یہاں کیا کر رہی ہو... کسے ڈھونڈ رہی ہو وہاں آسمان پر...؟"

"وہ وہاں ایک ستارہ نہیں ہے مم میں روز اسے اپنے کمرے کی کھڑکی سے جگمگاتے ہوئے دیکھتی تھی، مم مگر اب وہ وہاں نہیں ہے۔" وہ پریشان دکھائی دے رہی تھی، سوید کی نگاہیں بھی آسمان پر جم گئیں۔

"سردی بڑھ رہی ہے دل آویز... اندر چلو۔" کچھ ہی لمحوں میں تھک کر وہ اسے کہہ رہا تھا۔ موی خالی خالی سی نگاہوں کے ساتھ واپس پلٹ آئی۔

اس رات صبح فجر کی نماز کے قریب کہیں اس کی آنکھ لگی تھی اور پہلی بار اس نے آزر کے ساتھ سوید کو دیکھا تھا، دونوں ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ندی کنارے بیٹھے کچھ کھا رہے ہوتے ہیں سوید آزر سے گلے مل کر رخصت ہوتا ہے تو وہ موی کا ہاتھ تھام کر اسے سوید کے ہاتھ میں دے دیتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ اس کا خیال رکھے، سوید، موی کو ساتھ لے کر رخصت ہوتا ہے تو اس کی گاڑی ایک درخت سے ٹکرا جاتی ہے۔ سوید آزر کا لہولہان چہرہ اس کی نگاہوں کے سامنے ہوتا ہے اور وہ چیختی ہے تبھی اسی لمحے اس کی آنکھ کھل گئی۔

سوید اس وقت اسی کے کمرے میں موجود کوئی چیز تلاش کر رہا تھا۔ جب وہ فلک شگاف چیخ کے ساتھ بے دار ہوئی۔ وہ پلٹ کر فوراً اس کی طرف لپکا تھا۔

"دل آویز... آر یو او کے...؟" عبیرہ نیچے کچن میں اس کے لیے ناشتا تیار کر رہی تھی۔ موی کی چیخ پر وہ بھی اوپر چلی آئی۔ دل آویز اب سہمی سہمی سی نگاہوں سے سوید کو دیکھ رہی تھی۔

"کیا ہوا تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"

عبیرہ کو سوید کی موی کے پاس موجودگی کھٹکی تھی۔ وہ خاموشی سے پلٹ گیا۔

"کچھ نہیں میرا کمرا ہے ایک ضروری فائل لینے آیا تھا۔"

"او کے چلو نیچے ناشتا تیار ہے۔" کہنے کے ساتھ ہی اس نے اپنا بازو سوید کے بازو کے گرد لپیٹ دیا تو موی بکل کر بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"نہیں... تت تم نہیں جاؤ گے..." اس کا ذہن اب بھی خواب والے حادثے کے حصار میں تھا۔

عبیرہ حیران حیران سی سلگ اٹھی۔

"یہ کیا بکواس ہے... تم تو کہتے تھے یہ پاگل ہے۔ پھر یہ الفت یہ استحقاق میری آنکھوں میں دھول جھونک رہے ہو تم۔"

"ایسی کوئی بات نہیں ہے عبیرہ... میں تو ابھی کمرے میں آیا ہوں، یہ شاید خواب میں ڈر گئی ہے اسی لیے ایسا کہہ رہی ہے۔" نرمی سے کہتے ہوئے اس نے عبیرہ کو اپنے حصار میں لیا تھا، جب موی بول اٹھی۔

"آزر... تت تم اس کے نہیں ہو مجھے سب پتا چل گیا ہے۔ تت تم صرف میرے ہو، تت تم کہیں نہیں جاؤ گے وہاں آگ ہے تم وہاں نہیں جاؤ گے۔"

اس کی گردن اور پیشانی پسینے سے تر تھی۔ سوید شرمندہ اور حیران سا اسے دیکھتا رہ گیا جو اس کا دوسرا بازو تھام رہی تھی۔ عبیرہ کا دماغ گھوم گیا۔

"سن لیا... کیا کہہ رہی ہے یہ پاگل اب بھی کچھ

کہنے کے لیے ہے تمہارے پاس۔" وہ چلائی تھی۔ موی اس کے احساسات سے قطعی بے نیاز سوید کے بازو سے لگ گئی۔

"رہو اسی کے ہو کر... مجھے بٹی ہوئی محبت نہیں چاہیے۔" کینہ توز نگاہوں سے دونوں کو دیکھتے ہوئے وہ تیزی سے کمرے سے نکل گئی تھی، سوید نے بے زاری سے اپنا بازو موی کی گرفت سے چھڑا کر اسے قریبی بیڈ پر دھکیل دیا۔

"پاگل ہو... پاگل ہی رہو مجھے پاگل مت کرو پلیز کتنی بار کہوں کہ میں تمہارا آزر عباس نہیں ہوں۔" تنفر سے کہہ کر وہ فوری کمرے سے باہر نکل گیا تھا موی کی آنکھ سے آنسو کا ایک قطرہ پھسلا اور بائیں گال پر لڑھکتا ہوا ہونٹوں میں جذب ہو گیا۔

☆ ☆ ☆

عقیل صاحب اپنی وائف اور مریم کے ساتھ لندن روانہ ہو گئے تھے۔

روانگی سے تین روز قبل ہی دل آویز [illegible] مریم زیادہ وقت اسی کے ساتھ رہتے ہوئے اس سے آزر کی باتیں کرتی رہی تھی، اسی روز وہ موی کو آزر کے خوابوں کے گھر اس کے زیر تعمیر تاج محل میں لائی تھی جس کے بارے میں صرف مریم ہی جانتی تھی، اسی نے موی کو آزر کے کمرے میں اس کے لیے رکھی چیزیں اور وہ تصویر بھی دکھائی دی جس سے موی کی بدگمانیاں آزر کے لیے بڑھی تھیں۔

تاج محل میں ایک مرتبہ پھر موی کی حالت شدید بگڑ گئی تھی، تبھی مریم کو مجبوراً سوید کو کال کر کے اسے وہاں بلوانا پڑا۔ وہ ایک ضروری میٹنگ میں مصروف تھا، مریم کی کال پر پہلی فرصت میں وہاں پہنچا اور پھر دونوں مل کر اسے ہاسپٹل لائے، سوید نے اپنا سیل آف کر دیا تھا۔ جس سے عبیرہ کی الجھن بڑھی تھی، وہ دن میں جب تک اسے پچاس فون نہیں کر لیتی تھی اسے سکون نہیں ملتا تھا، آج کل تو ویسے بھی وہ تخلیق کے عمل سے گزر رہی تھی لہٰذا سوید خود ہی سارا دن اس سے رابطے میں رہتا اور اسے خوش رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتا۔ تاہم اس روز موی کی حالت ہی اتنی بگڑ گئی تھی کہ اسے مجبوراً عبیرہ کی خفگی سے بچنے کے لیے اپنا سیل آف کرنا پڑا۔ دن کے بعد شام بھی ڈھل گئی تھی۔ عبیرہ کی طبیعت بگڑنا شروع ہو گئی، ادھر مریم جو اپنا سامان بھی پیک کر چکی تھی۔ تاج محل کی ادھوری تعمیر کے بارے میں سوید کو سب کچھ بتاتے ہوئے بولی۔

"یہ گھر موی کی زندگی میں بہت اہمیت رکھتا ہے سوید بھائی، اسی لیے اس کی طبیعت اتنی خراب ہوئی، آپ دعا کیجیے اسے سکون کی زندگی تو نصیب نہیں ہوئی، سکون کی موت ہی نصیب ہو جائے۔" وہ از حد آزردہ تھی۔ سوید گہری سانس بھر کر رہ گیا۔

رات خاصی تاخیر سے وہ گھر واپس لوٹا تو چوکیدار سے حالات کا پتا چلا۔ عبیرہ کی طبیعت بگڑ گئی تھی اور راحیلہ بی اس سے رابطے کی تمام تر کوشش کے بعد ناکام ہو کر اکیلی ہی اسے ہاسپٹل لے گئی تھیں۔ سوید کے پیروں تلے سے زمین نکلی تھی، تھکن سے چور اس نے چوکیدار سے ہاسپٹل کا پوچھا اور فوراً گاڑی نکال لی۔ عبیرہ ابھی لیبر روم سے باہر تھی، ڈاکٹرز کے مطابق اس کی ڈیلیوری بغیر میجر آپریشن کے ممکن نہیں تھی۔ وہ رو رہی تھی جب سوید آزر اس کے پاس پہنچا۔

"بیبی، بیبی ایم سوری میں ایک مسئلے میں پھنس گیا تھا، سیل کے سگنل بھی کام نہ کر رہے تھے تم ٹھیک ہو نا۔"

"ابھی تو ٹھیک ہے مگر ڈاکٹرز نے ڈیلیوری کے لیے میجر آپریشن کا کہا ہے۔" راحیلہ بی کے لہجے میں ہلکی سی خفگی تھی۔ وہ بھی پریشان ہو گیا۔

"لیکن... اس سے پہلے تو ڈاکٹرز سب ٹھیک ہے کی رپورٹ دیتے رہے ہیں۔"

"ڈاکٹرز کا کیا ہے... جب چاہیں سیاستدانوں کی طرح اپنا بیان بدل لیں، تمہارے پاپا شہر سے باہر ہیں، میں اکیلی عورت کیا کیا کروں۔"

"ایم سوری مما... میں واقعی ایک مسئلے میں

www.pkdigest.com

پھنس گیا تھا۔ ورنہ آپ تو جانتی ہیں' میری بیہ میں میری جان ہے۔"

عبیرہ کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے اس نے پھر اسے اپنی محبت کا یقین دلایا تھا۔ تبھی ڈاکٹرز نے آپریشن کا اعلان کر دیا۔

"بیہ... پلیز کوئی ٹینشن مت لینا... اللہ ہے نا ہمارے ساتھ وہ سب بہتر کرے گا جب تک میں زندہ ہوں' میری بیہ کو معمولی سی تکلیف بھی نہیں چھو سکتی میں' میں یہیں ہوں تم بس جلدی سے جاؤ اور ہمارا بے بی لے آؤ۔" لیبر روم سے باہر وہ اسے حوصلہ تھما رہا تھا اس پر اپنا بے تحاشا پیار لٹا رہا تھا' اسی پل عبیرہ نے لب کھولے تھے۔

"سوید ایم سوری میں نے تمہیں بہت تنگ کیا ہے تمہیں پوجنے کی حد تک چاہنے کے باوجود بڑے امتحان لیے ہیں تم سے آج امتحان دینے کی باری میری ہے تم ... مجھے معاف کر دینا میں نے' میں نے تمہیں دل آویز سے دور رکھا اپنے اللہ کی گنہگار ہوئی... اپنے چھوٹے ظرف سے مجبور اس کے احکامات کی نافرمانی کی ... وہ' وہ ہر چیز پر قادر ہے آزر... وہ نوازنا بھی جانتا ہے اور لینا بھی... اگر میں واپس نہ آ سکی تو پلیز ...."

"چپ کر جاؤ بیہ... نہیں تو میرا دل پھٹ جائے گا میں نے کہا نا تمہیں کچھ نہیں ہوگا' تم میری زندگی ہو بیہ میرے لیے جیو گی ..." اس پر جھکا اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں کی مضبوط گرفت میں لیے دوا سے پیار کر رہا تھا۔

عبیرہ پرسکون سی لبوں پر پھیکی سی مسکان سجائے لیبر روم میں چلی گئی سوید آزر اس لمحے دل آویز جعفری کو دوبارہ خونی سمجھ سکتا تھا مگر اسے اس پر غصہ آ رہا تھا۔ نہ اس کی حالت بگڑتی نہ وہ اتنی دیر تک اپنی عبیرہ سے دور رہتا۔ اس کے لب مسلسل درود پاک کا ورد کر رہے تھے۔

اس نے ڈاکٹر سے کہہ دیا تھا کہ وہ انہیں منہ مانگی رقم ادا کرے گا' مگر اس کی بیوی کو کچھ نہیں ہونا چاہیے۔ "تقریباً" تین گھنٹے کے بعد آپریشن روم کا دروازہ کھلا تھا اور اسے صحت مند بیٹے کی ولادت کے ساتھ ساتھ بیوی کی زندگی کی نوید ملی تھی۔ اللہ رب العزت کے حضور مانگی گئی اس کی دعائیں رد نہیں ہوئی تھیں۔ وہ خوش تھا اتنا خوش کہ ہاسپٹل کے پورے عملے کو اس نے پیسوں سے خوش کر دیا تھا۔

عبیرہ کمرے میں شفٹ ہونے کے بعد ہوش میں آئی تو اس کی خوشی کا بھی کوئی ٹھکانہ نہیں تھا گو جسم ابھی درد کے حصار میں تھا مگر وہ اپنے بچے کو فوری فیڈ کروانے کی خواہشمند تھی۔ راحیلہ بی کے پاؤں مارے خوشی کے زمین پر نہ ٹکتے تھے' جانے کیوں اس موقع پر ان کی آنکھیں پھر سے فضیلہ بی کو یاد کر کے آبدیدہ ہو گئی تھیں۔

"سوید اللہ رب العزت نے ہم پر بڑا کرم کیا ہے میرے بیٹے کا وارث دنیا میں آ گیا بس اب یہاں سے فارغ ہو کر تم پہلا کام اس لڑکی کو طلاق دینے کا کرو گے' جو نا چاہتے ہوئے بھی ہماری پرسکون زندگی میں گھس آئی تھی۔" راحیلہ بی کا اشارہ دل آویز کی طرف تھا۔ سوید کی نگاہ عبیرہ کی طرف اٹھی اور پھر فوراً ہی جھک گئی۔

"ٹھیک ہے امی' میرے بیٹے کو دیکھیں ایک ایک نقش میرا چرا لیا ہے اس نے۔"

"ہوں اس میں تو کوئی شک نہیں بہو کو گھر کب تک لے جا سکیں گے۔"

"آج ہی لے چلتے ہیں... میں اپنی بیہ کو مزید حال اس بستر پر نہیں دیکھ سکتا۔" پرشوق نگاہوں سے اسے دیکھتا ہوا وہ اٹھا اور ڈاکٹرز سے بات کرنے کے لیے کمرے سے باہر نکل گیا۔ تبھی راحیلہ بی عبیرہ کے قریب آئی تھیں۔

"عبیرہ سب ٹھیک ہے نا بیٹی۔"

"ہوں بس درد بہت ہو رہا ہے اور ٹانگیں بھی سن سی محسوس ہو رہی ہیں۔"

"کمزوری ہے نا چلو میں دبا دیتی ہوں۔"

"نہیں۔" وہ کچھ پریشان سی تھی۔ آپریشن کے بعد سے بلیڈنگ ایک منٹ کے لیے بھی نہیں رکی تھی

اور یہ بات اس نے سوید کو بتائی تھی۔

"میں ڈاکٹرز سے بات کرتا ہوں تم ٹینشن مت لو۔" اپنائیت سے اس کا ہاتھ تھپتھپا کر وہ پھر روم سے باہر نکل گیا تھا۔ ڈاکٹر فرزین نے اس کی شکایت پر عبیرہ کا چیک اپ کیا تو ٹھٹک گئی۔

"سوری مسٹر سوید... ہمیں آپ کی وائف کا دوبارہ آپریشن کرنا پڑے گا' میرا خیال ہے ڈاکٹر ناہید ذمہ داری سے اپنا فرض انجام نہیں دے سکیں فوری چار بوتل خون کے انتظام کیجیے پلیز۔" ڈاکٹر فرزین اس کے ایک قریبی دوست کی بھابی تھیں' تبھی انہوں نے وہ بات بتا دی تھی جو عموماً "انسانیت کے یہ مسیحا" اپنی غلطیاں اور گناہ چھپانے کے لیے اپنی بے احتیاطی کا شکار ہونے والے مریضوں کو بھی بتانے کا رسک مول نہیں لیتے' سوید کے چہرے کی ہوائیاں ایک مرتبہ پھر اڑی تھیں۔

آپریشن کے دوران "ڈاکٹر ناہید نے ذرا سی لاپروائی کے باعث نلو آنت کٹ گئی' عبیرہ کی زندگی کو [illegible] روز کا تھا جب عبیرہ کے [illegible] خون بہہ گیا تھا۔ راحیلہ بی' دل آویز جعفری کو سوید کی زندگی سے بے دخل کرنا چاہتی تھیں مگر کاتب تقدیر نے اس سے قبل ہی کہانی اپنی رضا سے ترتیب دے ڈالی تھی۔ سوید خون کا انتظام کر رہا تھا اور ادھر... دوبارہ آپریشن کے دوران عبیرہ زندگی کی بازی ہار گئی۔

ملک میں روزانہ ڈاکٹرز کی لاپروائی کے باعث پیش آتے حادثات میں وہ بھی ایک معمولی سا حادثہ تھا جس سے کہیں کسی ملکی نظام میں کوئی فرق نہیں پڑا تھا مگر ... اس ایک حادثے نے کسی ایک شخص سے اس کے زندہ رہنے کا مقصد ہی چھین لیا تھا۔ نہ کہیں کوئی آسمان پھٹا نہ صدائے احتجاج بلند ہوئی اور سوید کی بیہ اپنے سارے ارمان دل میں لیے اسے اپنی محبت کی نشانی دے کر ہمیشہ کے لیے ابدی نیند سو گئی۔ سوید کتنے ہی دنوں تک چوبیس گھنٹے کمرے میں بند پڑا رو تا رہا تھا' ڈاکٹر ناہید کے خلاف اس نے ایف آئی آر کٹوا کرا سے عبرت ناک سزا بھی دلوائی تھی مگر اس کے باوجود وہ دل جو ٹوٹ چکا تھا دوبارہ کسی طور نہ سل سکا۔ راحیلہ بی اس اچانک حادثے سے الگ بستر کی ہو کر رہ گئی تھیں۔

ایسے میں دل آویز جعفری نے سوید آزر کے بیٹے کو سنبھالا تھا۔ زمانے کے سرد و گرم سے بے نیاز' وہ نیم پاگل سی لڑکی اس ننھے کومل سے پھول کو روتے دیکھ کر تڑپ اٹھتی تھی' سوید اس روز درد سے پھٹتے سر سے مجبور ہو کر کمرے سے باہر نکلا تو اپنے بیٹے کو اس گم سی لڑکی کی آغوش میں سکون سے سوتے دیکھ کر ٹھٹک گیا۔ دل آویز نے ہلکی سی آہٹ پر سر اٹھا کر دیکھا' وہ سرخ آنکھوں اور بھیگے ہوئے چہرے کے ساتھ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"آزر۔" اس کے لب ہلے تھے' سوید آزر کے اندر کوئی سسک اٹھا۔

"ہاں میں آزر ہی ہوں وہ آزر جو مر چکا ہے۔" دل آویز اس کے قریب آئی تھی اور پھر بہت اپنائیت سے اس نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا تھا۔

"مجھے سلا دو۔" اس نے آفر کی تھی۔

سوید جو بے سکونی سے تنگ آ چکا تھا اس کی آفر پر آنسو پیتے ہوئے پلکیں موند گیا۔ عبیرہ کے بعد اس رات پہلی بار وہ بہت پرسکون ہو کر سویا تھا' دل آویز کی آغوش کے لمس نے اسے ایک عجیب سے سرور سے متعارف کروایا تھا۔ جبکہ وہ چپ چاپ بے آواز دل ہی دل میں روتی رہی

✡ ✡ ✡

سوید آزر کی آنکھ گہری نیند سے کھلی تھی۔

اس کا دو سالہ بیٹا اس کے سینے سے لگا مزے کی نیند سو رہا تھا۔ مگر دل آویز اپنی جگہ پر نہیں تھی' وہ اٹھا تھا اور بستر چھوڑ کر بیڈ روم سے ملحقہ ٹیرس کی جانب چلا آیا تھا' جہاں اس کی توقع کے عین مطابق' سادہ سے کپڑوں میں ملبوس دل آویز جعفری خاموش کھڑی' ذرا سا سر اٹھائے اوپر آسمان کو دیکھ رہی تھی۔ وہ گہری سانس بھرتا آگے بڑھا اور چپکے سے اس کے پہلو میں جا کھڑا ہوا۔

www.pkdigest.com

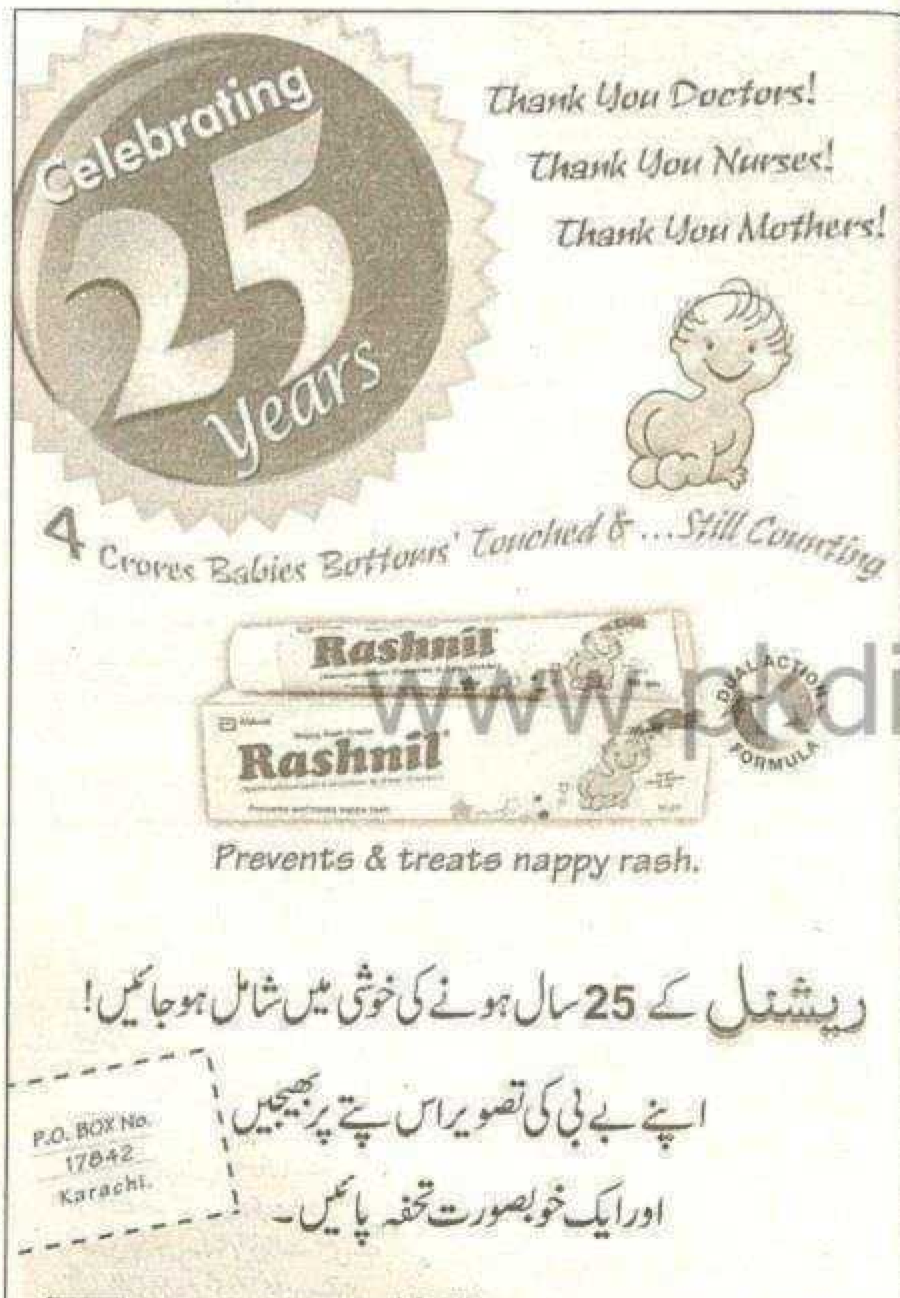

"دل آویز۔" بھرپور محبت کے ساتھ بہت قریب سے پکارا تھا اس نے وہ اس کی پکار پر چونک کر پلٹی۔

"اب بھی اس ستارے کو رات میں اٹھ اٹھ کر تلاش کرتی ہو پاگل۔"

"نن نہیں۔" وہ ذرا سی نروس ہوئی تھی۔ پھر سر جھکاتے ہوئے نم لہجے میں بولی۔

"وہ ستارہ جسے دیکھنے کی میں عادی تھی وہ تو کب کا ٹوٹ چکا۔" پلک جھپکنے کے ساتھ ہی اس کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر گرا تھا۔ سید آزر نے ہاتھ بڑھا کر اسے اپنے حصار میں لے لیا۔

"پھر یوں گہری نیند سے اٹھ کر یہاں کسے تلاش کر رہی ہو؟" اس کا لہجہ گمبھیر ہوا تھا۔ دل آویز اس کے مضبوط بازو پر سر ٹکا کر سکون سے پلکیں موند گئی۔

"ایک نئے ستارے کو آزر۔۔۔ جس کی روشنی کے لیے اس ٹوٹے ہوئے ستارے نے قربانی دی تھی۔" اس کے لہجے کی نمی سید آزر کا دل جکڑ گئی تھی۔ اس نے ذرا سی گردن گھما کر ایک نظر سامنے لگے وال کلاک پر ڈالی جہاں رات کے بارہ بجنے میں کچھ ہی سیکنڈ زباقی تھے۔

"دل آویز۔" اس بار اس کی پکار میں زیادہ محبت تھی۔ وہ آہستہ سے اس کے بازو سے سر اٹھا گئی۔

"ہوں۔"

"ہیپی برتھ ڈے ٹو یو۔" وہ چونکی تھی اور حیرانی سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"آپ کو کیسے یاد رہا کہ آج۔۔۔"

"یاد رہتا نہیں اچھی لڑکی۔۔۔ یاد رکھنا پڑتا ہے۔"

"اچھا تو پھر پچھلے سال یاد کیوں نہیں رکھا؟" اس نے گلہ کیا تھا۔ وہ گہری سانس بھر کر رہ گیا۔

"پچھلے سال میں آزر کب تھا دل۔ پچھلے سال تو میں سوید تھا عبیرہ کا سوید۔"

"ہوں آپ مرد لوگ بڑے بے وفا ہوتے ہیں فقط چند دنوں میں اس لڑکی کو بھی بھول جاتے ہیں جو آپ کی خوشی کے لیے اپنی جان پر کھیل جاتی ہے۔" اس کا مقصد سوید کو ہرٹ کرنا نہیں تھا مگر۔۔۔ وہ ہرٹ ہو گیا تھا۔

"صحیح کہتی ہو تم میں خود بھی سوچتا ہوں تو خود سے شرمندگی ہوتی ہے کہ میں اس کے بعد زندہ کیوں رہا مر کیوں نہیں گیا اس کے ساتھ مگر کیا کروں کوئی خودکش حملہ کوئی بم دھماکہ کوئی کار ایکسیڈنٹ مجھے نگلتا ہی نہیں۔" وہ اندر سے اب بھی زخمی تھا۔ دل آویز تڑپ کر رہ گئی۔

"ایم سوری آزر میرا کہنے کا وہ مطلب نہیں تھا پچھلے دو سال میں جیسے ہم ایک دوسرے کے قریب آئے ہیں جیسے ہم نے تقدیر کے لکھے پر صبر کرتے ہوئے ایک دوسرے کو سمجھا ہے وہ میں ہی جانتی ہوں بہت ناز اٹھائے ہیں پچھلے دو سال میں میں نے آپ کے اپنا آزر سمجھ کر بہت خیال رکھا ہے آپ کا اور آپ نے بنا مجھ پر اور میری دیوانگی پر ترس کھائے ذرا ذرا سی بات پر برہم ہو کر بے قصور بے حساب تھپیڑ مارے ہیں دو سال لگ گئے مجھے اس حقیقت کا یقین کرنے میں کہ میں جسے اپنا آزر عباس سمجھ رہی ہوں وہ آزر عباس [illegible] سید آزر ہے عبیرہ کا سوید آزر۔ مجھے محبوب کے ساتھ ساتھ شوہر کا ساتھ بھی بنا ہوا ہی ملا اور اب جبکہ ہمیں ایک ہی دکھ میں جیتے ہوئے اڑھائی سال ہو گئے ہیں میں یہ جان گئی ہوں ہمارے لیے اپنے ماضی کو یکسر فراموش کر دینا ممکن نہیں لیکن اگر اسی وجہ سے یہی نصیب ٹھہرا تو کیوں نا رب کی رضا میں راضی ہو کر میں آپ کے لیے آپ کی عبیرہ بن جاؤں اور آپ "آپ میرے لیے میرے آزر۔" وہ سنجیدہ تھی آزر نے سر بیڈ کی پٹی سے ٹکا دیا۔

"سو جاؤ دل آویز مجھے نیند آرہی ہے۔"

"مگر مجھے نیند نہیں آرہی۔۔۔ پچھلے کئی سالوں سے۔" اس کی آواز پھر بھرائی تھی۔ سید آزر خاموش لیٹا رہا۔

عبیرہ کی رحلت کے بعد اس لڑکی نے جیسے اس کی بکھری ذات کو سمیٹا تھا وہ واقعی اس کا معترف تھا اس نے نا صرف سوید کی نفرت سہی تھی بلکہ اس کے اور عبیرہ کے بیٹے کے لیے اپنا غم بھی بھول گئی تھی۔

www.pkdigest.com

وقت کے ساتھ ساتھ اس کا پاگل پن بھی جاتا رہا تھا' آزر عباس کی ذات سے اس کی دیوانگی میں بھی کمی آتی گئی تھی' ہر دکھ ہر حقیقت سے بے نیاز ہو کر اس نے اپنی زندگی کا محور صرف ننھے سعد کو بنا لیا تھا۔ جو اس ماں کا بیٹا تھا۔ جسے اس لڑکی سے نفرت تھی مگر پھر بھی وہ اپنی ذات کو پس پشت ڈالے سگی ماں کی طرح اسے پال رہی تھی 'لبوں پر خاموشی کا قفل لگائے' بنا کسی واہ واہ کی تمنا کیے اس نے ——

راحیلہ بی جیسی پتھر عورت کا دل بھی جیت لیا تھا۔

پورے دو سال بعد سوید آزر کو اپنی زندگی میں اس کی اہمیت کا احساس ہوا تھا۔ عبیرہ نے ہاسپٹل میں آپریشن سے پہلے جو چند باتیں اس سے کی تھیں۔ وہ باتیں اب اس کے اندر نئے احساسات کو جنم دے رہی تھیں۔ دل آویز جعفری نے اس سے پچھلے دو سال کے کسی لمحے کا حساب نہیں لیا تھا مگر۔۔۔ اب وہ خود کو تعلق نبھانے کی بجائے تعلق کو مضبوط بنانے کے لیے تیار کرتے ہوئے اپنا احتساب کر رہا تھا تو دل آویز نامی اس لڑکی کے بہت سے قرض اس پر واجب ہو رہے تھے۔

وہ بے چینی سے پہلو بدل رہا تھا۔ جبکہ وہ بیڈ کے ایک کونے پر کب کی بہت اداسی سے پلکیں موند گئی تھی!

☼ ☼ ☼

اگر یہ جان جاؤ تم کوئی کیسے اجڑتا ہے
کوئی کیسے بکھرتا ہے
تو میرے پاس آنا تم میری ٹھہری ہوئی آنکھوں میں
جلتے خواب کو تکنا ان کا مرثیہ سننا
اگر ایسا نہیں ممکن تو میری زندگی کی ڈائری کو کھول کر پڑھنا
کہ اس کے ہر ورق پر آنسوؤں سے بات لکھی ہے
جو تم سے کہہ نہیں پائی وہی ہر بات لکھی ہے
تمہاری چاہتوں کے نام اپنی ذات لکھی ہے
اگر یہ ڈائری پڑھ کر بھی تم انجان رہتے ہو
تو اس کا ہے یہی مطلب
میری سب التجائیں بس ہواؤں میں معلق ہیں
ابھی کچھ وقت باقی ہے بدل جاؤ پگھل جاؤ
کہیں ایسا نہ ہو یہ وقت ہاتھوں سے نکل جائے
ہماری آرزو میں اپنا رستہ ہی بدل جائیں

وہ کمرے میں نہیں تھی مگر اس کی ڈائری ضرور سوید کے ہاتھوں میں تھی' جس نے بیدار ہوتے ہی اسے اپنے کاموں میں الجھا کر رکھ دیا تھا۔ موی کی ڈائری میں تحریر یہ تازہ نظم بار بار پڑھنے کے بعد مبہم سا مسکراتے ہوئے وہ آئینے کے سامنے آیا اور اپنی تیاری کو فائنل ٹچ دینے لگا۔

"آپ کہیں جا رہے ہیں؟" موی ناشتا لے کر کمرے میں آئی تو پوچھ بیٹھی۔

"ہوں بہت ضروری کام ہے تم ایسا کرو میری واپسی تک شام میں اچھی طرح تیار ہو جانا' آج تمہاری سالگرہ کی خوشی میں بہت زبردست سرپرائز دینے والا ہوں میں تمہیں۔"

"لیکن یہ ناشتا۔"

"تم کرلو اور یہ شام میں بتاؤں گا۔" اس کے گال پر ہلکی سی چٹکی لیتے ہوئے وہ اپنے بیٹے کو بھی پیار کر کے کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔ موی گھر کے کام کاج سے فارغ ہو کر ابھی اپنے بیٹے کو تیار کر رہی تھی جب وہ واپس چلا آیا۔

"تم ابھی تیار نہیں ہوئیں؟"

"وہ نہیں وہ میں۔"

"بس کوئی وضاحت نہیں۔" وہ روٹھ کر اپنے بیڈ روم کی طرف بڑھا تھا جب وہ پریشان سی پیچھے لپکی۔

"سوید میری بات سنیں میں اصل میں آپ ہی کا انتظار کر رہی تھی' آپ سے ڈریس پسند کروانا تھا۔"

اپنی پریشانی اور روانی میں وہ جان ہی نہ سکی کہ اس نے کیا کہا ہے۔ سوید خوشگوار حیرت سے پیچھے پلٹا۔

"کیا کہا پھر سے کہنا ذرا پلیز۔"

"مم میں تیار ہو کر آتی ہوں۔" گھبرا کر کہتی وہ فوراً کمرے سے بھاگ گئی تھی۔

ہلکے پھلکے کام والے کپڑوں میں ہلکی پھلکی تیار ہو کر' جس وقت سوید کی ہدایت پر وہ باہر گاڑی کی طرف آئی۔ سوید سیل فون پر کسی سے باتوں میں مصروف تھا۔ دل آویز کے گاڑی میں بیٹھتے ہی اس نے فون آف کر دیا

"کس کا فون تھا؟"

"میری ایک دوست کا بہت پسند کرتی ہے مجھے سوچا چلو آج تم سے بھی ملوا ہی دوں۔" اس کی آنکھوں میں شرارت تھی۔ دل آویز کے لبوں کو چپ لگ گئی۔

"آؤ۔" تقریباً" بیس منٹ بعد گاڑی ایک جھٹکے سے رکی تو سوید کی آواز پر اس نے سر اٹھایا۔ مگر یہ کیا گاڑی سے قدم باہر رکھتے ہی اس کا جسم جیسے پتھر ہو گیا تھا۔

"یہ یہ آزر عباس۔۔۔"

"ہوں یہ اسی کا تاج محل ہے وہ تاج محل جس سے اس کے ہزاروں خواب جڑے تھے مگر بے رحم موت نے اسے اتنی مہلت ہی نہ دی کہ وہ اس خوابوں کے محل کو تکمیل تک پہنچا سکتا۔۔۔ مجھے مریم نے اس کے بارے میں بتایا تھا' اسی سے یہ بھی پتا چلا کہ یہ محل میری موی کے نام ہے' اسی لیے صرف اور صرف تمہاری خوشی کی خاطر میں نے اس ادھوری عمارت کو آزر کی امنگوں اور خوابوں کے عین مطابق مکمل کروا لیا ہے اور اب۔۔۔ میری موی گڑیا اسی محل میں رہے گی کیوں ہے نا شاندار گفٹ اور سرپرائز۔" وہ مسرور تھا۔ موی وہیں کھڑے کھڑے رو پڑی۔

"ارے یہ کیا کر رہی ہو ابھی کوئی پاس سے گزرے گا تو سمجھے گا میں اتنی خوب صورت لڑکی کو کڈنیپ کر لایا ہوں اندر چلو پھر جو دل چاہے کر لینا۔" وہ لاک کر کے پاس آیا تھا جبکہ اس کی باہوں میں مقید اس کا بیٹا بھی ہمک کر موی کی طرف آنا چاہ رہا تھا۔ وہ سوید سے بچے کو لے کر چپ چاپ اندر بڑھ آئی' تبھی وہ اس کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے بولا تھا۔

"مما اور پاپا بھی شہر آ رہے ہیں اور آج رات میں کسی بھی وقت عقیل انکل' آنٹی اور مریم کی آمد بھی متوقع ہے سب یہیں آئیں گے تم سے دو دو ہاتھ کرنے کے لیے۔"

"مجھ سے دو' دو ہاتھ۔۔۔ کیوں؟" وہ بولی نہیں تھی مگر اس نے الجھن آمیز نگاہوں سے سوید کو دیکھا ضرور تھا' وہ اس کے ساتھ چلتے چلتے رک کر مسکرا دیا۔

"پچھلے دو سالوں میں میری سالگرہ پر تم نے مجھے سوائے ایک پیالی چائے کے اور کچھ بھی نہیں دیا ہے' ایک کیوٹ سی پیاری سی بیٹی بھی نہیں دی تو دو دو ہاتھ کرنا تو فرض ہوا نا ان پر۔" وہ اب پرشوق نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ موی کا دل زور سے دھڑک اٹھا۔

"چلو یہیں کیک کاٹتے ہیں پھر میں تم سے اپنی پسند کی ٹریٹ لوں گا اس کے بعد پھر اپنے ہاتھوں سے وہ نیکلس پہناؤں گا جو سعد کی پیدائش پر بڑی چاہ سے کسی اور کے لیے خریدا تھا اور پھر مہمانوں کو لینے ایئرپورٹ جائیں گے پھر اس کے بعد۔" موی کا ہاتھ تھامے چہرہ اس کے چہرے کے قریب کیے وہ اپنی پلاننگ بتا رہا تھا اور وہ کانپ رہی تھی' سر اٹھا کر سوید کی نگاہوں میں دیکھنا اس کے لیے دشوار ہو گیا تھا۔

"سوید م۔۔۔ میں۔" ذرا سی ہمت کرتے ہوئے اس کے لبوں نے ہلکی سی جنبش کرنے کی کوشش کی تھی۔ جب سوید نے اپنا ہاتھ اس کے ہونٹوں پر رکھ دیا۔

"اب نہیں موی۔۔۔ کوئی ایکسکیوز' کوئی بہانہ نہیں۔" وہ اپنا کنٹرول کھو رہا تھا۔ موی گھبرا کر سرسری سی ایک نگاہ اس پر ڈالتی' سر جھکا گئی کہ اب واقعی فرار کی ساری راہیں مسدود ہو چکی تھیں۔ وہ تاج محل جہاں آزر عباس کے خواب دفن تھے' اسی تاج محل میں ایک نئی زندگی' اپنے نئے خوابوں کے ساتھ اس کی منتظر تھی اور اسے اس بار خوابوں کی انگلی تھام کر ان کے پیچھے چلنا تھا۔

☼ ☼

www.pkdigest.com
PDF
FIAZ AHMED
Friends Korner.com